ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۱۱ | جمعۃ المبارک ۲/جنوری ۲۰۰۴ء | ۹/ذوالقعدہ ۱۴۲۴ہجری قمری ۲/صلح ۱۳۸۳ہجری شمسی | شمارہ ۱

سنواور اطاعت کرو

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔تنگدستی میں،خوشحالی میں،ناخوشی میں بھی اور ترجیحی سلوک میں بھی۔غرض ہر حال میں اطاعت فرض ہے۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

محض بدیوں سے بچنا کوئی نیکی نہیں ہے نیکی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے پاک تعلقات قائم کئے جاویں اور اس کی محبت ذاتی رگ وریشہ میں سرایت کر جاوے۔اور مخلوق خدا سے ایسے پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو۔

’’گناہوں کا چھوڑنا تو کوئی بڑی بات نہیں ہے..........اگر کوئی کہے کہ مَیں چوری نہیں کرتا،زنا نہیں کرتا،خون نہیں کرتا اور فسق وفجور نہیں کرتا تو کوئی خوبی کی بات نہیں اور نہ خدا پر یہ احسان ہے کیونکہ اگر وہ ان باتوں کا مرتکب نہیں ہوتا تو ان کے بدنتائج سے بھی وہی بچا ہوا ہے۔کسی کو اس سے کیا؟اگر چوری کرتا،گرفتار ہوتا،سزا پاتا۔اس قسم کی نیکی کو نیکی نہیں کہا کرتے۔

ایک شخص کا ذکر ہے کہ ایک کے ہاں مہمان گیا۔بے چارے میزبان نے بہت تواضع کی تو مہمان آگے سے کہنے لگا کہ حضرت آپ کا کوئی احسان مجھ پر نہیں ہے۔احسان تو میرا آپ پر ہے کہ آپ اتنی دفعہ باہر آتے جاتے ہیں اور کھانا وغیرہ تیار کروانے اور لانے میں دیر لگتی ہے۔مَیں پیچھے سے اکیلا بااختیار ہوتا ہوں چاہوں تو گھر کو آگ لگا دوں یا آپ کا اور نقصان کر چھوڑوں۔تو اس میں آپ کا کس قدر نقصان ہوسکتا ہے۔تو یہ میرا اختیار ہے کہ مَیں کچھ نہیں کرتا۔ایسا خیال ایک بدآدمی کا ہوتا ہے کہ وہ بدی سے بچ کر خدا تعالیٰ پر احسان کرتا ہے۔اس لئے ہمارے نزدیک ان تمام بدیوں سے بچنا کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ نیکی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے پاک تعلقات قائم کئے جاویں اور اس کی محبتِ ذاتی رگ وریشہ میں سرایت کر جاوے۔جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی﴾(النحل:۹۱)۔خدا تعالیٰ کے ساتھ عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اُسے پہچانو اور اس پر ترقی کرنا چاہو تو درجہ احسان کا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے اور جن لوگوں نے تم سے سلوک نہیں کیا ان سے سلوک کرنا۔اور اگر اس سے بڑھ کر سلوک چاہو تو ایک اور درجہ نیکی کا یہ ہے کہ خدا کی محبت طبعی محبت سے کرو،نہ بہشت کی طمع،نہ دوزخ کا خوف ہو۔بلکہ اگر فرض کیا جاوے کہ نہ بہشت ہے نہ دوزخ ہے تب بھی جوشِ محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے۔ایسی محبت جب خدا تعالیٰ سے ہو تو اس میں ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے اور کوئی فتور واقع نہیں ہوتا۔

اور مخلوق خدا سے ایسے پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو۔یہ درجہ سب سے بڑھ کر ہے کیونکہ احسان میں ایک مادہ خودنمائی کا ہوتا ہے اور اگر کوئی احسان فراموشی کرتا ہے تو محسن جھٹ کہہ اٹھتا ہے کہ مَیں نے تیرے ساتھ فلاں احسان کئے۔لیکن طبعی محبت جو کہ ماں کو بچے کے ساتھ ہوتی ہے اس میں کوئی خودنمائی نہیں ہوتی بلکہ اگر بادشاہ ماں کو یہ حکم دیوے کہ تو اس بچے کو اگر مار بھی ڈالے تو تجھ سے باز پرس نہ ہوگی تو وہ کبھی یہ بات سننا گوارا نہ کرے گی اور اس بادشاہ کو گالی دے گی۔حالانکہ اسے علم بھی ہو کہ اس کے جوان ہونے تک مَیں نے مر جانا ہے مگر پھر بھی محبت ذاتی کی وجہ سے وہ بچہ کی پرورش کو ترک نہیں کرے گی۔اگر دفعہ ماں باپ بوڑھے ہوتے ہیں اور ان کو اولاد ہوتی ہے تو ان کی کوئی امید بظاہر اولاد سے فائدہ اٹھانے کی نہیں ہوتی لیکن باوجود اس کے پھر بھی وہ اس سے محبت اور پرورش کرتے ہیں۔یہ ایک طبعی امر ہوتا ہے۔جو محبت اس درجہ تک پہنچ جاوے اسی کا اشارہ ﴿اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی﴾(النحل:۹۱) میں کیا گیا ہے کہ اس قسم کی محبت خدا تعالیٰ سے ہونی چاہئے۔نہ مراتب کی خواہش،نہ ذلت کا ڈر۔جیسے آیت ﴿لَانُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا﴾(الدھر:۱۰) سے ظاہر ہے۔غرضیکہ یہ باتیں ہیں جن کو یاد رکھنا چاہئے‘‘۔(ملفوظات جلد سوم۔جدید ایڈیشن۔صفحہ ۴۶۰۔۴۶۱)

اللہ کے حقوق سے تجاوز کریں گے تو شیطان ضرور حملہ آور ہوگا

نماز تمام سعادتوں کی کنجی ہے اس سے پہلے اپنے تمام اعضاء غیر اللہ کے خیالات سے دھوڈالیں

شیطان کی پیروی چھوڑنے اور رضائے الٰہی کی راہوں پر چلنے کے لئے پرمعارف اور لطیف بیان

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲/دسمبر ۲۰۰۳ء)

(بیت الفتوح۔لندن) : سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح لندن میں ارشاد فرمایا۔تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ نور کی آیت ۲۲ کی تلاوت اور ترجمہ پیش کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطان کے قدموں پر چلنے سے منع فرمایا ہے اور مومنوں کو تنبیہ کی ہے کہ اس راستے پر نہ چلیں کیونکہ اس سے ایمان ضائع ہو جائے گا۔شیطان نے پیدائش آدم کے بعد یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ آدم اور اس کی نسل کو ورغلاتا رہے گا۔شیطان کے قدم پر چلنے سے مراد یہ ہے کہ شیطان کا مسلک نہ اپناؤ۔شیطان

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ہر دن چڑھے مبارک، ہر شب بخیر گذرے

نئے سال کے آغاز پر ہم تمام قارئین الفضل اور افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کو سال نو کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس نئے سال کو ہم سب کے لئے انفرادی لحاظ سے بھی اور جماعتی لحاظ سے بھی خیر و برکت کا، ترقی و خوشحالی کا سال بنائے اور ہم اس کی رضا کی راہوں میں ثبات قدم کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھنے والے ہوں۔ ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گذرے

نئے سال کے آغاز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل اپنے گیارھویں سال میں داخل ہو رہا ہے۔ جنوری ۱۹۹۴ء میں ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی اشاعت اور ایم ٹی اے کی باقاعدہ نشریات کا آغاز ہوا تھا۔ نشر و اشاعت کے یہ دونوں مرکزی ذرائع خدائے بزرگ و برتر کے ان لاتعداد اور عظیم الشان انعامات میں سے دو انعام ہیں جو اس نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دور ہجرت میں آپ کو عطا فرمائے۔ ان کے آغاز سے دس سال قبل ۱۹۸۴ء میں پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر نے نہایت ظالمانہ آرڈیننس کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی آسمانی آواز کو دبانے کا نہایت مکروہ اور مردود عزم باندھا تھا۔ اس دور میں پاکستان کے معصوم احمدیوں پر بے انتہا ظلم ڈھائے گئے اور اسلام کے نام پر شعائر اسلام کی توہین کی گئی۔ احمدیہ مساجد سے کلمہ طیّبہ کو مٹایا گیا۔ تبلیغ کے جرم میں احمدیوں کو مقدمات میں ملوث کر کے طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان مظالم کا دو طرح سے انتقام لیا۔ کہ ایک طرف تو وہ جو بے کس احمدیوں کے امن و سکون کو لوٹنے نکلے تھے خود انہی کے لٹ گئے حسن و شباب زندگی۔ اور ان ظالموں کے لیڈر کو خدا تعالیٰ نے عبرتناک موت سے دوچار کیا۔ دوسری طرف احمدیت کی صدائے حق آشنا چار دانگ عالم میں، شش جہات میں، پہلے سے کہیں زیادہ قوت و شوکت اور عظمت کے ساتھ گونجنے لگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تائیدات سے ان مظلوم احمدیوں کے صبر کو شیریں پھلوں سے نوازا اور احمدیت کو شاندار روحانی فتوحات عطا فرمائیں۔ اور انشاء اللہ خلافت حقّہ اسلامیہ کی برکت سے یہ سلسلہ حیرت انگیز وسعتیں اختیار کرتا چلا جائے گا۔

گزشتہ سال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ہم سے جدا ہو کر عالم بقا کی طرف رحلت فرما گئے۔ یہ وقت جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے بہت ہی بھاری تھا۔ لیکن خدائے رحیم و قدیر نے اپنی قدرت و رحمت کی تجلّی فرما کر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی صورت میں جماعت مومنین کی ڈھارس بندھائی اور اسی کے فضلوں کے سایہ تلے تمام جماعت خلافت حقہ کی برکات سے فیضیاب ہوتے ہوئے شاہراہ غلبہ اسلام پر گامزن ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور آپ کی بابرکت آسمانی قیادت میں جماعت احمدیہ عالمگیر دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی چلی جائے۔ یہ نیا سال افراد جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے، امت مسلمہ کے لئے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے خیر و برکت کا سال ہو۔ لوگ اسلام کے سچے خدا کو پہچانیں اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے حصار میں داخل ہو کر حقیقی امن و آشتی کو حاصل کرنے والے ہوں۔

❁❁❁ ❁❁❁ ❁❁❁

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

غیر محسوس طریقہ سے حملے کرتا ہے اور آہستہ آہستہ اپنے مسلک پر ڈالتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ شیطان انسان کو پہلے اپنے پیچھے چلاتا ہے، پھر اسے دور لے جاتا ہے اور پھر مار ڈالتا ہے۔ شیطان کو ردّ کرنے کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے اور خدا تعالیٰ نے پانچ وقت نماز کا حکم دیا ہے کہ میری طرف پانچ وقت آؤ، میرے آگے جھکو، مجھ سے مانگو تب شیطانی حملوں سے محفوظ رہو گے۔ طہارت محض اللہ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کے حقوق سے تجاوز کریں گے تو شیطان ضرور حملہ کرے گا۔ کبھی وہ انسان کو کاروبار کا لالچ دے گا، کبھی دوسری برائیوں پر اکسائے گا۔ جب انسان شیطان کے نرغے میں آجائے تو برکت ختم ہو جاتی ہے اور برائیوں کی وادی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ بے پردگی، مرد عورت کا آزادانہ اور بے تکلفی کا تعلق، سابق عہدیدار کے نقائص نکالنا، کاروبار میں دھوکہ دہی یہ سب شیطان کے راستے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسی عورتوں کے ہاں نہ جاؤ جن کے خاوند غائب ہوں۔ کیونکہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ آپؐ نے یہ دعا سکھلائی کہ اے اللہ مجھے عاجز آنے، بخل، بزدلی، بڑھاپے اور عذاب قبر سے بچا۔ میرے نفس کو پاک کر دے کہ تُو ہی پاک کرنے والا ہے۔ مَیں ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کے حکموں کی ناقدری نہ کرو۔ نماز تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ نماز صرف رسم کے طور پر نہ پڑھو بلکہ اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیالات سے دھو ڈالو۔ سچائی اختیار کرو۔ بغیر چوں چراں کے اللہ کے حکموں کو مانو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو۔ تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے بھائیوں کے گناہ بخش دو۔ سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ ماتحتوں پر رحم کرو۔ دعا کی بہت ضرورت ہے اس سے کبھی نہ تھکو۔ اصلاح نفس کا ذریعہ یہی دعا ہے۔ جتنا خدا پر توکل ہوگا اسی قدر عمدہ ثمرات ملیں گے۔

آخر پر حضور ایدہ اللہ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھے، اپنی رضا کی راہوں پر چلائے، اپنا عبادت گزار بندہ بنائے اور ہمیشہ اپنے دار الامان میں رکھے۔

❁❁❁❁❁❁❁

دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہو گیا

(الہام۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(الفضل انٹرنیشنل (لندن) کے اجراء کی دسویں مبارک سالگرہ پر)

فکر و نگاہ پر بھی لاکھوں بٹھائے پہرے
کی مہر بھی لبوں پر چرکے لگائے گہرے
کیونکر نہ بولتے ہم کیا ہم تھے گونگے بہرے؟
ظالم خمار طاقت میں ظلم آزما تھا
کوئے وفا میں چھپ کر اخبار آ گیا تھا!

برپا قیامتوں کی ہر داستاں سنانے
سجدوں کی رہ دکھانے شورِ دعا مچانے
مجبور و بیکسوں کی اُمید کو جگانے
زخمی دلوں پہ شافی مرہم لگا رہا تھا
کوئے وفا میں چھپ کر اخبار آ گیا تھا!

راہ عمل کے رہرو جب خواب بن رہے تھے
کچھ لوگ راستے میں دیوار چن رہے تھے
کیا کیا نہ سوچ کر وہ سر اپنے دھن رہے تھے
آنکھیں کھلیں جب ان کی منظر عجیب سا تھا
کوئے وفا میں چھپ کر اخبار آگیا تھا

پرچار سب روا تھے تبلیغ پر تھی قدغن
سینے بنے ہوئے تھے سچائیوں کے مدفن
یاں رام لے چکے تھے بن باس ، واں نرنجن☆
لنکا کو پھونکنے کے سامان کر چکا تھا
کوئے وفا میں چھپ کر اخبار آ گیا تھا!

منصور کی صدا تھی سقراط کی زباں تھی
نوک قلم پر اترے الفاظ کی اذاں تھی
ہر حرف سے ہویدا سرشاریٔ بیاں تھی
ماتم کناں تھے واعظ اور میکدہ کھلا تھا
کوئے وفا میں چھپ کر اخبار آ گیا تھا

زندہ لہو کی دھاریں بنتی گئیں عبارت
لکھ دی ہے اپنی کھالوں پر ہم نے ہر صداقت
اس جرم پر لگائے دنیا کوئی عدالت
اک اور بھی ہے منصف جب اس نے کُن کہا تھا
کوئے وفا میں چھپ کر اخبار آ گیا تھا!

☆نرنجن۔ خدا کا ایک ہندی نام۔

جمیل الرحمٰن (ہالینڈ)

غیر احمدی مسلمانوں میں مروّج
بعض روایتی عقائد اور قرآن شریف

(سید میر محمود احمد ناصرؔ ۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

(تیسری قسط)

سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ الکہف، سورۃ طٰہٰ

سورۃ النحل میں یہ مضمون خوب کھول دیا تھا کہ تمہارا ربّ گمراہ ہونے والوں کو بھی خوب جانتا ہے اور ہدایت پانے والوں کا بھی اس کو علم ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۵۵ میں فرمایا ﴿رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ﴾ تمہارا ربّ تمہیں زیادہ جانتا ہے (اس لئے رحمت اور عذاب اس نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں) ﴿اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ﴾ اگر وہ مناسب سمجھے گا تم پر رحم کرے گا ﴿اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ﴾ اور اگر مناسب سمجھے گا تمہیں عذاب دے گا (یہ معاملہ اس کے ہاتھ میں ہی ہے) ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ وَکِیْلًا﴾ اور اے نبیؐ ہم نے تمہیں اس پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ یہ تو اللہ کا ارشاد ہے۔ ہمارے خود ساختہ نظریات ہمیں مخالفین کی سزا کا ٹھیکہ دار قرار دیتے ہیں۔

...... ہمارے نبی ﷺ پر یہ ذمہ داری نہیں تھی بلکہ آپ منکرین کے حق میں رحمت مجسم تھے اور ان کے انکار کی وجہ سے ان کے لئے اس درجہ غم اٹھاتے کہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال رہے تھے۔ چنانچہ سورۃ الکہف میں فرمایا ﴿فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ﴾ شاید تُو ان کی ہمدردی کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک کر لے گا ﴿اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا﴾ اس بات پر افسوس کرتے ہوئے کہ وہ اس بات پر ایمان نہیں لاتے۔ یہ کیفیت تو ہمارے نبی ﷺ کے قلب مطہر کی ہے کہ دشمنوں کی خاطر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا ہوا ہے۔

ادھر ہمارے روایتی عقائد ہیں جو حملہ میں ابتداء اور طاقت کا استعمال اور تلوار پر اتنا زور دیتے ہیں کہ اس نے رحمت اور شفقت کا تصور ہی مٹا دیا ہے۔ قرآن مجید تو بار بار ہدایت دیتا ہے کہ خدائی فیصلہ کا دونوں فریق انتظار کریں، فیصلہ اپنے ہاتھ میں نہ لیں، دوسرے فریق کو دباؤ کے ذریعہ اپنا ہمنوا نہ بنائیں۔

...... سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۳۶ میں ارشاد ہوتا ہے ﴿قُلْ﴾ تم کہو ﴿کُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ﴾ سب کو ہی انتظار ہے ﴿فَتَرَبَّصُوْا﴾ پس انتظار کرو ﴿فَسَتَعْلَمُوْنَ﴾ پس تم عنقریب جان لوگے ﴿مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ﴾ کہ سیدھے راستے والے کون ہیں؟ ﴿وَمَنِ اھْتَدٰی﴾ اور کون ہے جس نے ہدایت پائی۔

اس بار بار کی قرآنی رہنمائی کو بھلا کر ہمارے روایتی عقائد میں یہ بات داخل کر دی گئی ہے کہ کسی لمبے چوڑے انتظار کی ضرورت نہیں، پیغام پہنچاؤ، خدائی فیصلہ کا انتظار نہ کرو بلکہ انکار میں جواب ملتے ہی گردنیں اڑا دو۔

سورۃ الانبیاء

مخالفین کو توحید اور اسلام کا پیغام دینے کے بعد اگر وہ پیٹھ پھیر لیں اور بات نہ مانیں تو مومنوں کا ردّعمل کیا ہونا چاہئے۔ سورۃ الانبیاء کی آیات ۱۰۹ تا ۱۱۳ اس مضمون کو واضح طور پر بیان فرماتی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: ﴿قُلْ﴾ تم کہو ﴿اِنَّمَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ﴾ میری طرف صرف وحی کی جاتی ہے ﴿اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ﴾ کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے ﴿فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ پس کیا تم مسلمان ہونے والے ہو ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ پس اگر وہ منہ پھیر کر چلے جائیں (جبکہ ہمارے رسمی عقیدے کہتے ہیں کہ تلوار لے کر ان کا تعاقب کرو)۔ ﴿فَقُلْ﴾ تو کہو ﴿اٰذَنْتُکُمْ عَلٰی سَوَآءٍ﴾ مَیں نے تمہیں یکساں اطلاع کر دی ہے ﴿وَاِنْ اَدْرِیْٓ﴾ اور مَیں نہیں جانتا ﴿اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ﴾ کہ وہ قریب ہے یا دور ہے۔ ﴿مَّا تُوْعَدُوْنَ﴾ جس کا تم وعدہ دئے جاتے ہو ﴿اِنَّہٗ یَعْلَمُ الْجَھْرَ مِنَ الْقَوْلِ﴾ وہ اللہ بلند آواز سے کہی جانے والی بات کو بھی جانتا ہے ﴿وَیَعْلَمُ مَا تَکْتُمُوْنَ﴾ اور وہ بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ﴿وَاِنْ اَدْرِیْ﴾ اور مَیں نہیں جانتا ﴿لَعَلَّہٗ فِتْنَۃٌ لَّکُمْ﴾ کہ شاید یہ تمہارے لئے آزمائش ہو ﴿وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ﴾ اور کچھ عرصہ کے لئے فائدہ اٹھانا ہو۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ انکار کے بعد حضور ﷺ کا ردّعمل یہ نہیں تھا کہ تلوار سے فیصلہ کرو بلکہ یہ ردّعمل تھا کہ خدائی فیصلہ اسی کے ہاتھ میں ہے اور جلد یا بدیر ظاہر ہوگا۔ مجھے معلوم نہیں کب ہو سکتا ہے کہ تمہاری آزمائش کی جائے اور تمہیں دنیوی سامان سے کچھ عرصہ متمتع ہونے کا موقع دیا جائے۔ آخری آیت میں حضور ﷺ کے اس ردّعمل کی تکمیل اس طرح بیان کی گئی: ﴿قٰلَ رَبِّ احْکُمْ بِالْحَقِّ﴾ اس نے کہا اے میرے رب حق کے ساتھ فیصلہ فرما ﴿وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ﴾ اور تم جو (یہ الزام اور اعتراضات وخیالات) بیان کرتے ہو اس پر ہمارے ربّ سے ہی مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

مخالفین کے انکار پر یہ ردّعمل تو حضور ﷺ کا بیان ہوا مگر ہمیں یہ ردّعمل سکھایا جاتا ہے کہ انکار کرنے والوں کو تلوار کی دھار اتار دو۔

سورۃ الحج

سورۃ الحج میں اس مضمون کو خوب کھول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو صرف دفاعی جنگ کی اجازت ہے کیونکہ ان پر حملہ کیا گیا، ان کو گھروں سے نکالا گیا، ان کو ان کے آزادیٔ مذہب وضمیر کے بنیادی حق سے محروم کیا گیا۔ آیت ۳۹ تا ۴۱ میں فرماتا ہے:

...... ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ کہ یقیناً اللہ ایمان لانے والوں سے دفاع فرمائے گا (یہ نہیں فرمایا کہ نعوذ باللہ ایمان لانے والوں کے جارحانہ حملوں میں ان کی مدد کرے گا) کیونکہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ﴾ اللہ بہت خیانت کرنے والے، نعمتوں کی ناشکری کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ ﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا﴾ جنگ کی اجازت ان کو دی گئی ہے جن کے خلاف جنگ کی جاتی ہے اور وہ مظلوم ہیں۔ (ہمارے روایتی عقائد کے مطابق جنگ کی پہل مسلمانوں کی طرف سے ہونی چاہئے خواہ ان پر ظلم ہو یا نہ ہو) ﴿وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ﴾ اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر (جن کے خلاف جنگ کی گئی اور جن پر ظلم کیا گیا) قادر ہے۔ ﴿اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن کو ناحق ان کے گھروں سے نکالا گیا ﴿اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ﴾ ان کا اس کے سوا اور کوئی جرم نہیں تھا کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا﴾ اور (جنگ کی اجازت دینے کی یہ حکمت بھی ہے کہ) اگر اللہ بعض لوگوں کے ذریعہ بعض کا دفاع نہ کرتا تو عیسائیوں کے گرجے، یہودیوں کے معابد، راہبوں کے خلوت خانے اور مسلمانوں کی مساجد منہدم کر دی جاتیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے۔

گویا مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دینے میں یہ حکمت ہے کہ یہودی، عیسائی معابد اور خانقاہیں اور مساجد محفوظ رہیں اور منہدم نہ کی جائیں مگر ہمارے روایتی عقائد کا تقاضا ہے کہ غیر مسلموں پر حملہ کرو اور ان کے معابد گرا دو، ان کی خانقاہیں توڑ دو اور جبر کر کے ان کو اسلام میں داخل کرو۔

سورۃ المومنون

سورۃ المومنون کی آیت ۵۴، ۵۵ میں سابقہ رسولوں کے متبعین کے بارہ میں فرماتا ہے: ﴿فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ زُبُرًا﴾ انہوں نے اپنے (دین کے) معاملہ کو تو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے بنا رکھا ہے ﴿کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ﴾ اور ان میں سے ہر گروہ اس پر جو ان کے پاس ہے اترانے والے ہیں۔ (ہمارے روایتی عقائد کہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی تلوار سے خبر لے مگر قرآن کہتا ہے) ﴿فَذَرْھُمْ فِیْ غَمْرَتِھِمْ حَتّٰی حِیْنٍ﴾ ان کو ان کی غفلت میں ایک وقت تک چھوڑ دو۔

...... لیکن پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ اس تسلسل میں آیت نمبر ۶۵۔۶۶ میں فرماتا ہے ﴿حَتّٰٓی اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْھِمْ بِالْعَذَابِ﴾ حتی کہ جب ہم ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب میں پکڑیں گے ﴿اِذَا ھُمْ یَجْئَرُوْنَ﴾ تو وہ چلاّئیں گے ﴿لَا تَجْئَرُوا الْیَوْمَ﴾ (ان کو کہا جائے گا) آج تم نہ چلاّؤ ﴿اِنَّکُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ﴾ تمہاری ہماری طرف سے مدد نہیں کی جائے گی۔

روایتی عقائد مخالفین کی تلوار سے خبر لینے کو فرض قرار دیتے ہیں مگر یہ آیات قرآنی ارشاد کرتی ہیں کہ ان کو اس وقت تک چھوڑ دو جب تک کہ خدائی گرفت اُن پر آئے۔ بلکہ اس سورۃ میں یہ ہدایت بھی فرماتا ہے کہ اگر وہ برائی کریں تو ان کی برائی کا مقابلہ بھی نیکی سے کرو۔ آیت نمبر ۹۷ میں ارشاد ہے ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ﴾ برائی کا مقابلہ احسن طریق سے کرو (شاید تم کہو کہ یہ مخالفین ایسا ایسا گند بولتے ہیں)۔ فرمایا ﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ﴾ ہم زیادہ بہتر جانتے ہیں جو وہ بیان کرتے ہیں۔

سورۃ النور۔ سورۃ الفرقان

سورۃ النور کی آیت ۵۵ میں ارشاد ہے کہ تمہارا کام کھلا کھلا پیغام دینا ہے۔ بات نہ ماننے کی صورت میں تم پر کوئی ذمہ واری عائد نہیں ہوتی۔ فرماتا ہے: ﴿قُلْ﴾ تم کہو ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ اللہ کی اور رسولؐ کی اطاعت کرو ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ پس اگر وہ پیٹھ پھیر کر چلے جائیں ﴿فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ﴾ تو (اے مخالفین یاد رکھو کہ (اس) رسولؐ پر وہ ذمہ داری ہے جو اس پر ڈالی گئی ﴿وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ﴾ اور تم پر وہ ذمہ داری ہے جو تم پر ڈالی گئی ﴿وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا﴾ اور اگر تم رسولؐ کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤ گے۔ (مگر یاد رکھو) ﴿وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ﴾ رسولؐ پر صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کھول کر پیغام پہنچا دے۔ (تلوار لے کر تمہیں مجبور کرنا اس کی ذمہ داری نہیں)۔ کفار کے انکار کی صورت میں تلوار سے جہاد ہمارے روایتی عقائد کا جز وبن چکا ہے حالانکہ قرآن حکیم بار بار ارشاد فرماتا ہے کہ صرف انہی سے لڑو جو تم سے لڑائی میں پہل کرتے ہیں۔

...... اصل جہاد تو قرآن مجید کے ذریعہ جہاد ہے۔ چنانچہ سورۃ الفرقان کی آیت نمبر ۵۳ میں فرمایا: ﴿فَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ﴾ کافروں کی اطاعت نہ کرو ﴿وَجَاھِدْھُمْ بِہٖ جِھَادًا کَبِیْرًا﴾ اور ان سے اِس (قرآن) کے ذریعہ بڑا جہاد کرو۔

سورۃ الشعراء

اللہ تعالیٰ غضب میں دھیما ہے اور مخالفوں کو حجت پورا ہونے کے باوجود مہلت دینا اس کی سنّت ہے اور اس سنّت کا تذکرہ بار بار قرآن مجید میں ملتا ہے۔ قرآن مجید میں نیکی کا تصور یہ پیش کیا گیا ہے کہ انسان صفاتِ باری تعالیٰ کا مظہر ہے اور اسے چاہئے کہ اسماء الحسنٰی اپنے اندر پیدا کرے اور الٰہی صفات کی تجلّی اپنے وجود میں ظاہر کرے مگر ہمارے روایتی عقائد کا تقاضا ہے کہ کفار کو کوئی مہلت دینا جائز نہیں۔ اگر وہ تمہارا پیغام مانتے ہیں تو مانیں ورنہ گردن کٹانے کے لئے تیار ہو جائیں۔

...... سورۃ الشعراء کی آیت ۲۰۶ تا ۲۰۸ میں کفار کو سالہا سال کی مہلت دئے جانے کا تصور پیش کیا گیا۔ فرماتا ہے ﴿اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ﴾ کیا وہ ہمارا عذاب جلدی چاہتے ہیں۔ ﴿اَفَرَءَیْتَ﴾ بتاؤ تو سہی ﴿اِنْ مَّتَّعْنٰھُمْ سِنِیْنَ﴾ اگر ہم کئی سال تک دنیوی سامانوں کا فائدہ پہنچائیں ﴿ثُمَّ جَآءَھُمْ﴾ پھر ان کے پاس آئے ﴿مَّا کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ﴾ جس کا

انہیں وعدہ دیا جاتا ہے ﴿مَآ اَغْنٰی عَنْھُمْ﴾ تو ان کے کام نہیں آئے گا ﴿مَا کَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ﴾ وہ جو ان کو فائدہ دیا جاتا ہے ۔

اسی سورۃ کی آیت نمبر ۲۱۷۔۲۱۸ میں مخالفین کے انکار کی صورت میں ردّ عمل کیا ہونا چاہئے اس کو واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ فرماتا ہے ﴿فَاِنْ عَصَوْکَ﴾ پس اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں (تو تلوار لے کر ان پر حملہ کرنے کی ضرورت نہیں) ﴿فَقُلْ﴾ تو کہہ دے ﴿اِنِّیْ بَرِیٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ کہ جو تم کام کرتے ہو مَیں اس سے بری ہوں۔ (اور اگر ان کی شرارت کا ڈر ہو تو) ﴿وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ﴾ اور اس اللہ پر بھروسہ رکھو جو غالب اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

سورۃ النمل

کفار کے انکار پر ہمارے خود ساختہ نظریات ہمیں قوت اور سختی کے استعمال کا حکم دیتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ سورۃ النمل میں اپنے رسول ﷺ کو مخالفین کے انکار پر ان کو سیر فی الارض کا مشورہ دینے کا حکم دیتا ہے۔

✎ ...... آیت نمبر ۶۸ تا ۷۱ میں ارشاد ہے: ﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ اور ان لوگوں نے کہا جو کافر ہوئے ﴿ءَ اِذَا کُنَّا تُرٰبًا وَّ اٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ﴾ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادے مٹی ہو جائیں گے تو ہم نکالے جائیں گے ﴿لَقَدْ وُعِدْنَا ھٰذَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ﴾ یہ وعدہ ہم سے کیا گیا ہے، ہم سے بھی اور اس سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی ﴿اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ﴾ یہ تو صرف پہلوں کی کہانیاں ہیں ﴿قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ﴾ تم کہو زمین میں چلو پھرو ﴿فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُجْرِمِیْنَ﴾ اور دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیا ہوا ﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ﴾ اور ان پر غمگین نہ ہو ﴿وَلَا تَکُنْ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْکُرُوْنَ﴾ اور جو تدبیریں وہ کر رہے ہیں ان سے تنگ نہ ہو ﴿وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ﴾ اور وہ کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا ﴿اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ اگر تم سچے ہو ﴿قُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ رَدِفَ لَکُمْ﴾ تم کہو قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آ رہا ہو ﴿بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ﴾ اس کا کچھ حصہ جو تم جلدی چاہتے ہو۔

عجیب بات ہے کہ ہمارے فتاویٰ تو بلا تاخیر مخالفوں کی گردنیں کاٹنے کا حکم دیتے ہوں اور خدا کے رسول ﷺ کو ارشاد ہو کہ اتنے انکار اور ضد کے باوجود مخالفوں کو ہدایت دو کہ سیر فی الارض کریں، زمین پر چلیں پھریں اور عبرت کے نظارے دیکھیں اور رسول اللہ ﷺ کو ارشاد ہے کہ ان کی تدابیر پر غم محسوس نہ کریں۔

✎ ...... چنانچہ اس سورۃ کی آیت نمبر ۹۲، ۹۳ میں رسول اللہ ﷺ کو ارشاد ہے کہ تمہارا کام صرف ہوشیار کرنا ہے۔ فرماتا ہے ﴿اِنَّمَآ اُمِرْتُ﴾ مجھے صرف یہ حکم دیا گیا ہے ﴿اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ ھٰذِہِ الْبَلْدَۃِ الَّذِیْ حَرَّمَھَا﴾ کہ مَیں اس شہر کے ربّ کی عبادت کروں جس کو اس نے قابل احترام ٹھہرایا ﴿وَلَہٗ کُلُّ شَیْءٍ﴾ اور اس کے لئے ہر چیز ہے ﴿وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں مسلمانوں میں سے ہو جاؤں ﴿وَاَنْ اَتْلُوَ الْقُرْاٰنَ﴾ اور یہ کہ مَیں قرآن پڑھوں ﴿فَمَنِ اھْتَدٰی﴾ پس جو ہدایت پاتا ہے ﴿فَاِنَّمَا یَھْتَدِیْ لِنَفْسِہٖ﴾ تو وہ صرف اپنے نفس کے لئے ہدایت پاتا ہے ﴿وَمَنْ ضَلَّ﴾ اور جو گمراہ ہوتا ہے ﴿فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ﴾ کہ مَیں تو صرف ڈرانے والا، ہوشیار کرنے والا ہوں (تلوار کے زور سے ہدایت پانے والوں میں داخل کرنا میرا کام نہیں)۔

سورۃ العنکبوت

✎ ...... ہمارے روایتی عقائد کے مطابق اگر مشرکین کسی مسلمان کو مشرک بنانے کے لئے جہاد کرتے ہیں تو ان کی گردنیں اڑانا ہمارا فرض ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر ۹ میں فرماتا ہے ﴿وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حُسْنًا﴾ کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین سے نیک سلوک کی تاکید فرمائی ہے ﴿وَاِنْ جَاھَدٰکَ لِتُشْرِکَ بِیْ﴾ اور اگر وہ دونوں تم سے جہاد کریں کہ تم میرے ساتھ شریک بناؤ ﴿مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ﴾ جس کا تمہیں علم نہیں ﴿فَلَا تُطِعْھُمَا﴾ تو ان دونوں کی اطاعت نہ کرو۔ (گردن اڑانے کا کوئی حکم نہیں) ﴿اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ﴾ میری طرف تم سب کو لوٹ کر آنا ہے ﴿فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ اور مَیں تمہیں بتاؤں گا وہ جو تم کرتے تھے۔

سورۃ لقمان

سورۃ العنکبوت کے مذکورہ بالا مضمون کو سورۃ لقمان میں مزید کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔

✎ ...... ہمارے روایتی عقائد کے مطابق مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے جہاد کرنے والا واجب القتل ہے مگر سورۃ لقمان کی آیت نمبر ۱۵۔۱۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ﴾ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارہ میں تاکیدی حکم دیا ہے ﴿حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ﴾ اس کی ماں نے اسے اٹھایا کمزوری پر کمزوری میں ﴿وَفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ﴾ اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے ﴿اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ﴾ اور میرا شکر کرو اور اپنے والدین کا ﴿اِلَیَّ الْمَصِیْرُ﴾ میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے ﴿وَاِنْ جَاھَدٰکَ﴾ اور اگر وہ دونوں تم سے جہاد کریں ﴿عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ﴾ کہ تم میرے ساتھ شریک بناؤ ﴿مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ﴾ جس کا تمہیں کچھ علم نہیں ﴿فَلَا تُطِعْھُمَا﴾ تو ان دونوں کی اطاعت نہ کر ﴿وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا﴾ اور دنیا میں ان کے ساتھ معروف میل جول رکھ۔

قرآن مجید ان دونوں مشرک بنانے کی کوشش کرنے والوں سے معروف میل جول کی ہدایت فرماتا ہے مگر ہمارے روایتی عقائد ان کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں!!!

سورۃ السجدہ

مخالفین کی سرگرمیوں اور اعتراضات کے بعد ہمارے روایتی عقائد گردن زنی کا جو فتویٰ صادر کرتے ہیں وہ اس فتویٰ سے بالکل الٹ ہے جو قرآن کریم اس سورۃ کی آخری آیت میں صادر فرماتا ہے۔ ﴿فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ﴾ پس تم ان سے اعراض کرو ﴿وَانْتَظِرْ﴾ اور انتظار کرو ﴿اِنَّھُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ﴾ وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔ ہمارے روایتی عقائد کے فتاویٰ نہ اعراض کی اجازت دیتے ہیں نہ انتظار کی زحمت برداشت کرتے ہیں بلکہ فی الفور گردن اڑانے کا حکم جاری کرتے ہیں۔

سورۃ الاحزاب

✎ ...... سورۃ الاحزاب کی آیات ۴۶۔۴۷ میں رسول اللہ ﷺ کے عظیم الشان اور بلند مقام اور ذمہ داریوں کا تذکرہ کر کے کفار و منافقین سے جو طرز عمل اختیار کرنا ہے اس کی وضاحت فرمائی گئی ہے۔ فرماتا ہے ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ﴾ اے نبی یقیناً ہم نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے ﴿شَاھِدًا﴾ شاہد بنا کر ﴿وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا﴾ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر ﴿وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ﴾ اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف دعوت دینے والا ﴿وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾ اور روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ اور مومنوں کو بشارت دو ﴿بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا﴾ کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے ﴿وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ﴾ اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کرو ﴿وَدَعْ اَذٰھُمْ﴾ اور ان کی تکلیف کی پرواہ نہ کرو ﴿وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ﴾ اور اللہ پر توکل کرو۔

گویا مخالفین کی تکلیف کو نظر انداز کرنے کا حکم ہے، نہ کہ ان پر حملہ کرنے اور ان کو اسلام میں جبراً داخل کرنے کا۔

سورۃ فاطر و سورۃ یٰسین

✎ ...... سورۃ فاطر میں حضور ﷺ کی دردمندانہ کیفیت پر حضورؐ کو تسلّی دی گئی جو مخالفین کی گمراہی سے آپؐ کے قلب اطہر میں پیدا ہوئی تھی۔ آیت نمبر ۹ میں فرماتا ہے ﴿فَاِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ﴾ پس اللہ گمراہ کرتا ہے جسے مناسب سمجھتا ہے ﴿وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾ اور ہدایت دیتا ہے جسے مناسب سمجھتا ہے ﴿فَلَا تَذْھَبْ نَفْسُکَ عَلَیْھِمْ حَسَرٰتٍ﴾ پس تمہاری جان ان پر افسوس کرتے ہوئے نہ چلی جائے ﴿اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِّمَا یَصْنَعُوْنَ﴾ اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کے قلب اطہر کی یہ کیفیت تھی کہ آپ جانی دشمنوں کے غم میں بے قرار تھے۔ مگر ہمارے روایتی فتاویٰ نے اس سے بالکل مختلف کیفیت پیدا کر رکھی ہے اور دشمنوں اور مخالفوں سے ہمدردی تو الگ رہی خود مختلف الخیال مسلمانوں سے بغض و عداوت کے جذبات پیدا کر رکھے ہیں۔

✎ ...... مخالفین کو اللہ کی طرف سے مہلت کا تصور اس سورۃ کی آیت نمبر ۴۶ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے ﴿لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا﴾ اگر اللہ لوگوں کو اس پر پکڑے جو انہوں نے کمایا ﴿مَا تَرَکَ عَلٰی ظَھْرِھَا مِنْ دَآبَّۃٍ﴾ تو زمین کی سطح پر کوئی جانور نہ چھوڑے ﴿وَلٰکِنْ یُّؤَخِّرُھُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی﴾ مگر ایک مقررہ مدت تک ان کو تاخیر دے رہا ہے۔ ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ﴾ پس جب ان کی مقررہ مدت آ جاتی ہے ﴿فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ بَصِیْرًا﴾ تو اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ ظاہر ہے کہ مخالفین کو مہلت دینا سنت الٰہی ہے اور اس کا فیصلہ کہ وہ مہلت کب ختم ہو اور مقررہ وقت کب آ جائے یہ خدا تعالیٰ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔

✎ ...... سورۃ یٰسین میں اس مضمون کو کھول کر دہرایا ہے کہ رسولوں کی ذمہ داری جبر و طاقت کے ذریعہ ایمان میں داخل کرنا نہیں۔ خود رسولوں کی زبانی آیت نمبر ۱۷ و ۱۸ میں اظہار ہوتا ہے: ﴿رَبُّنَا یَعْلَمُ﴾ ہمارا رب جانتا ہے ﴿اِنَّآ اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ﴾ کہ ہم ضرور تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ﴿وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ﴾ اور ہمارے ذمہ صرف کھول کر پیغام پہنچا دینا ہے۔

سورۃ الزمر
و سورۃ حم السجدۃ

✎ ...... سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۴۰ و ۴۱ میں ارشاد ہے: ﴿قُلْ یٰقَوْمِ﴾ کہو اے میری قوم ﴿اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ﴾ تم اپنی جگہ کام کرتے چلو ﴿اِنِّیْ عَامِلٌ﴾ مَیں بھی کام کر رہا ہوں ﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ پس تم عنقریب جان لوگے ﴿مَنْ یَّاْتِیْہِ عَذَابٌ یُّخْزِیْہِ﴾ کہ کس کے پاس وہ عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کرے گا ﴿وَیَحِلُّ عَلَیْہِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ﴾ اور کس پر مستقل عذاب اترتا ہے۔

ان آیات میں حضور ﷺ کو ارشاد ہے کہ کہو اے میری قوم! تم اپنی جگہ کام کرو اور مَیں اپنی جگہ کام کر رہا ہوں اور پتہ لگ جائے گا کہ عذاب کا مورد کون ہوتا ہے۔ مگر ہمارے روایتی عقائد حضور ﷺ کے ماننے والوں کو یہ سبق دیتے ہیں کہ تم اپنی مخالف قوم کو ہرگز اپنی جگہ پر کام نہ کرنے دو بلکہ تلوار لے کر ان کا پیچھا کرو اور ان کے تمام کام اور سرگرمیوں کو روک دو۔

✎ ...... ہمارے روایتی عقائد کا یہ تصور سورۃ حم السجدہ کے اس تصور سے بالکل منافی ہے کہ جارحیت کا تو کیا سوال برائی کرنے والے کی برائی کا مقابلہ بھی بھلائی سے کرو۔

آیت نمبر ۳۵۔۳۶ میں ہدایت فرماتا ہے ﴿وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ﴾ کہ بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ﴾ جو سب سے خوبصورت طریق ہے اس کے ذریعہ دفاع کرو ﴿فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ﴾ تو وہ کہ تمہارے اور اس کے درمیان دشمنی ہے ﴿کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ﴾ وہ گویا گرمجوش دوست بن جائے گا ﴿وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا﴾ اور یہ چیز نہیں ملتی مگر ان کو جنہوں نے صبر کیا (نہ کہ جنہوں نے تلوار پکڑ کر جنگ میں پہل کی) ﴿وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ﴾ اور یہ چیز نہیں ملتی مگر ان کو جو بڑے نصیب والے ہیں۔

✎ ...... اسی سورۃ کی آیت نمبر ۴۱ میں ان لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے جو الٰہی آیات میں الحاد کرتے ہیں فرماتا ہے ﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ﴾ تم جو چاہو کرو ﴿اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ﴾ وہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ تو اپنی آیات میں الحاد

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور دین کی ترقی کے لئے اپنے اموال خرچ کریں۔

چندہ تحریک جدید میں پاکستان دنیا بھر کی جماعتوں میں اوّل، امریکہ دوم اور جرمنی سوم رہا۔

(انفاق فی سبیل اللہ کا ایمان افروز مضمون اور تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۷؍نومبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۷؍نبوت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۔ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (البقرہ: ۲۶۲)

آج حسب روایت اور دستور تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہونا ہے۔لیکن اس سے پہلے چند باتیں عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کو مختلف طریقوں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلاتا ہے اور اس کے طریقے بھی بتاتا ہے۔کہیں فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔کہیں فرما رہا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ روک کر کہیں اپنے اوپر ہلاکت وارد نہ کر لینا۔کبھی فرماتا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تم ذاتی طور پر بھی تباہی سے محفوظ رہو گے اور اگر قوم میں قربانی کا جذبہ ہے اور قوم قربانی کر رہی ہے تو قوم بحیثیت مجموعی بھی مجھ سے تباہی سے بچنے کی ضمانت لے۔ پھر فرمایا ہے کہ اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرو تاکہ اس میں اور برکت پڑے۔ چھپا کر بھی خرچ کرو اور اعلانیہ بھی خرچ کرو۔غریبوں کا بھی خیال رکھو، ان کی ضرورتیں بھی پوری کرو اور زکوٰۃ کی طرف بھی توجہ دو تاکہ قومی ضرورتیں بھی پوری ہوں اور غریبوں کی ضرورتیں بھی پوری ہوں۔ اور جب تم خرچ کر رہے ہو تو یاد رکھو کہ تم اپنے فائدے کا سودا کر رہے ہو اس لئے کبھی دل میں احسان جتانے کا خیال بھی نہ لاؤ۔اور جب فائدے کا سودا کر رہے ہو تو پھر عقل تو یہی کہتی ہے کہ بہترین حصہ جو ہے وہ سودے میں استعمال کیا جاتا ہے تاکہ فائدہ بھی بہترین شکل میں ہو۔تو اس سے مال میں جو اضافہ ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے تمہیں اس نیکی کا ثواب بھی ملنا ہے۔اور اس لئے محبوب چیزوں میں سے خرچ کرو، جو تمہاری پسندیدہ چیزیں ہیں ان میں سے خرچ کرو، جو بہترین مال ہے اس میں سے خرچ کرو۔اور جتنی کمزوری کی حالت میں یعنی وسعت کی کمی کی حالت میں خرچ کرو گے اتنا ہی ثواب بھی زیادہ ہوگا۔تو فرمایا کہ بہرحال اللہ تعالیٰ تو ہر اس شخص کو اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازتا ہے اور نوازتا رہے گا جو اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اس کی راہ میں قربانی دیتے ہیں۔اور ہر شخص اپنی ایمانی حالت کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ ہر کوئی اپنے مرتبے اور توکل کے مطابق خرچ کرتا ہے اور اس لحاظ سے انبیاء کا ہاتھ سب سے کھُلا ہوتا ہے اور انبیاء میں بھی سب سے زیادہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ سب سے زیادہ کھلا تھا۔ تبھی تو آپؐ نے ایک موقع پر فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ احد پہاڑ جتنا سونا میرے پاس ہو تو وہ بھی مَیں تقسیم کر دوں۔ انبیاء کے بعد درجہ بدرجہ ہر کوئی اس نیک کام میں حصہ لیتا ہے، اس کا اس کو ثواب بھی ملتا ہے اور اس کے مطابق وہ خرچ بھی کرتا ہے۔ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال آیا کہ آج میرے گھر میں کافی مال ہے مَیں جا کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کروں اور آدھا مال لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دل میں خیال کیا کہ آج تو حضرت ابوبکرؓ سے بڑھنے کے قوی امکانات ہیں، ان سے زیادہ قربانی پیش کروں گا۔لیکن تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکرؓ اپنا مال لے کر آئے تو آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول!۔اس پر حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا اپنے آپ سے کہ تم کبھی ابوبکرؓ سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس کی راہ میں خرچ کرنے کے مختلف ذرائع سے ترغیب دلاتا ہے اور یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں لوگوں کی مثال دے رہا ہے لیکن اس سے مراد مومن ہیں۔ایسے ایمان لانے والے جو اللہ کے دین کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور دین کامل اب اسلام ہی ہے جیسے کہ ہم سب کو معلوم ہی ہے۔اور اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہی حقیقت میں مومنین کی جماعت کہلانے کی حقدار ہے اور یہی مومنین کی جماعت ہے۔اور اس لحاظ سے فی زمانہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگوں سے مراد آپ لوگ ہی ہیں جو اس زمانے کے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بہترین مال خوشدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک نیت لوگوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ اے لوگو! تم جو میری راہ میں خرچ کرتے ہو مَیں تمہیں بغیر اجر کے نہیں چھوڑوں گا۔ بلکہ طاقت رکھتا ہوں کہ تمہاری اس قربانی کو سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ کر سکتا ہوں۔اور یاد رکھو کہ جیسے جیسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اپنا دل کھولتے جاؤ گے اللہ تعالیٰ تمہیں وسعت بھی دیتا چلا جائے گا۔تم اس دنیا میں بھی اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور یہ اجر صرف یہیں ٹھہر نہیں جائے گا بلکہ اگلے جہان میں بھی اجر پاؤ گے۔اور پھر تمہاری نسلوں کو بھی اس کا اجر ملتا رہے گا۔اب دیکھیں ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی کشائش، مالی وسعت ان کے بزرگوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں ہے۔یہ احساس ہمیں اپنے اندر ہمیشہ قائم رکھنا چاہئے، اجاگر کرتے رہنا چاہئے اور اس لحاظ سے بھی بزرگوں کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں اور آئندہ نسلوں کو بھی یہ احساس دلانا چاہئے کہ بزرگوں کی قربانی کے نتیجہ میں ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ نے بہت سارے فضل فرمائے ہیں۔

حضرت امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ کہتے ہیں کہ آیت ﴿مَنْ ذَالَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً﴾ میں اللہ تعالیٰ نے مال کو بڑھا چڑھا کر واپس کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔اور اس آیت میں اس بڑھا چڑھا کر دینے کی تفصیل بیان کی ہے۔ان دونوں آیات کے درمیان اللہ تعالیٰ نے زندہ کرنے اور مارنے کی اپنی قدرت پر دلائل دئے ہیں۔اگر یہ قدرت خداوندی نہ ہوتی تو خرچ کرنے کا حکم مستحکم نہ ہوتا۔کیونکہ اگر جزاء سزا دینے والا کوئی وجود نہ ہوتا تو خرچ کرنا فضول ٹھہرتا۔دوسرے لفظوں میں گویا اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والے کو یہ کہتا ہے کہ تو جانتا ہے کہ مَیں نے تجھے پیدا کیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کیا اور تو میرے اجر اور ثواب دینے کی طاقت سے واقف ہے پس چاہئے کہ تیرا یہ علم تجھے مال خرچ کرنے کی ترغیب دے کیونکہ وہی یعنی خدا تھوڑے کا بہت زیادہ بدلہ دیتا ہے۔اور یہاں اس بہت زیادہ کی مثال بیان کی ہے کہ جو ایک دانہ بوتا ہے مَیں اس کے لئے سات بالیاں نکالتا ہوں اور ہر بالی میں سو (۱۰۰) دانے ہوتے ہیں تو گویا ایک سے سات سَو دانے ہو جاتے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں کہ ﴿يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ کہ وہ خدا کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں میں ﴿سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ سے مراد ''دین'' ہے کہ خدا کے دین میں خرچ کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ:

''اگر تم دینی کاموں کے لئے اپنے اموال خرچ کرو گے تو جس طرح ایک دانہ سے اللہ تعالیٰ سات سو دانے پیدا کر دیتا ہے اسی طرح وہ تمہارے اموال کو بھی بڑھائے گا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ترقی عطا

فرمائے گا۔جس کی طرف ﴿وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ میں اشارہ ہے۔چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ ایسا ہی ہوا۔حضرت ابوبکرؓ نے بے شک بڑی قربانیاں کی تھیں مگر خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے رسول کا پہلا خلیفہ بنا کر انہیں جس عظیم الشان انعام سے نوازا اُس کے مقابلہ میں اُن کی قربانیاں بھلا کیا حیثیت رکھتی تھیں۔اسی طرح حضرت عمرؓ نے بہت کچھ دیا مگر انہوں نے کتنا بڑا انعام پایا۔حضرت عثمانؓ نے بھی جو کچھ خرچ کیا اُس سے لاکھوں گُنا زیادہ انہوں نے اسی دنیا میں پالیا۔اسی طرح ہم فرداً فرداً صحابہؓ کا حال دیکھتے ہیں۔تو وہاں بھی خدا تعالیٰ کا یہی سلوک نظر آتا ہے۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ہی دیکھ لو۔ لکھتے ہیں کہ ’’جب وہ فوت ہوئے تو ان کے پاس تین کروڑ روپیہ جمع تھا۔اس کے علاوہ اپنی زندگی میں وہ لاکھوں روپیہ خرچ کرتے رہے۔اسی طرح صحابہؓ نے اپنے وطن کو چھوڑا تو ان کو بہتر وطن ملے۔بہن بھائی چھوڑے تو اُن کو بہتر بہن بھائی ملے۔اپنے ماں باپ کو چھوڑا۔تو ماں باپ سے بہتر محبت کرنے والے رسول کریم ﷺ مل گئے۔غرض اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے والا کبھی بھی جزائے نیک سے محروم نہیں رہا۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۶۰۴)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارہ میں مزید لکھتے ہیں:

’’﴿وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ﴾ کہہ کر بتایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام دینے میں بخل تو تب ہو جبکہ خدا تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کی کمی ہو۔مگر وہ تو بڑی وسعت والا اور بڑی فراخی والا ہے اور پھر وہ علیم بھی ہے۔جانتا ہے کہ وہ شخص کس قدر انعام کا مستحق ہے۔اگر کوئی شخص کروڑوں گنا انعام کا بھی مستحق ہو۔تو اللہ تعالیٰ اسے یہ انعام دینے کی قدرت رکھتا ہے۔دنیا میں ہم روزانہ یہ نظارہ دیکھتے ہیں کہ زمیندار زمین میں ایک دانہ ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے سات سو گنا بنا کر واپس دیتا ہے۔پھر جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے گا کیسے ممکن ہے کہ اس کا خرچ کیا ہوا مال ضائع ہو جائے۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال کا کم از کم سات سو گنا بدلہ ضرور ملتا ہے۔اس سے زیادہ کی کوئی حد بندی نہیں۔اگر انتہائی حد مقرر کر دی جاتی تو اللہ تعالیٰ کی ذات کو محدود ماننا پڑتا۔جو خدا تعالیٰ میں ایک نقص ہوتا۔اسی لئے فرمایا کہ تم خدا کی راہ میں ایک دانہ خرچ کرو گے تو کم از کم سات سو گنا بدلہ ملے گا۔اور زیادہ کی کوئی انتہا نہیں اور نہ اُس کے انواع کی کوئی انتہا ہے۔حضرت مسیح علیہ السلام نے تو انجیل میں صرف اتنا فرمایا تھا کہ ’’اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ اور نہ وہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں‘‘۔(متی باب ۶ آیت ۲۰) لیکن قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے خزانے میں اپنا مال جمع کرو گے تو یہی نہیں کہ اسے کوئی چُرائے گا نہیں بلکہ تمہیں کم از کم ایک کے بدلہ میں سات سو انعام ملیں گے۔اور اس سے زیادہ کی کوئی حد بندی نہیں۔پھر مسیحؑ کہتے ہیں وہاں غلّہ کو کوئی کیڑا نہیں کھا سکتا۔مگر قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ صرف کیڑے سے ہی محفوظ نہیں رہتا بلکہ ایک سے سات سو گنا ہو کر واپس ملتا ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ کسی انسان کی مدد کا محتاج نہیں مگر وہ اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے اگر کسی کام کے کرنے کا انہیں موقع دیتا ہے تو اس لئے کہ وہ ان کے مدارج کو بلند کرنا چاہتا ہے۔(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۶۰۴۔۶۰۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں کہ:

’’خوب یاد رکھو کہ انبیاء جو چندے مانگتے ہیں تو اپنے لئے نہیں بلکہ انہی چندہ دینے والوں کو کچھ دلانے کے لئے۔اللہ کے حضور دلانے کی بہت سی راہیں ہیں ان میں سے یہ بھی ایک راہ ہے جس کا ذکر پہلے شروع سورۃ میں ﴿مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ﴾ (بقرہ:۴) سے کیا۔پھر ﴿اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ﴾ (بقرہ:۱۷۸) میں۔پھر اسی پارہ میں ﴿اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ﴾ (بقرہ:۲۵۵) سے۔مگر اب کھول کر مسئلہ انفاق فی سبیل اللہ بیان کیا جاتا ہے۔انجیل میں ایک فقرہ ہے کہ جو کوئی مانگے تو اسے دے۔مگر دیکھو قرآن مجید نے اس مضمون کو پانچ رکوع میں ختم کیا ہے۔پہلا سوال تو یہ ہے کہ کسی کو کیوں دے؟ سو اس کا بیان فرماتا ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے۔خرچ کرنے والے کی ایک مثال تو یہ ہے کہ جیسے کوئی بیج زمین میں ڈالتا ہے مثل باجرے کے پھر اُس میں کئی بالیاں لگتی ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ﴿وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ بعض مقام پر ایک کے بدلہ میں دس اور بعض میں ایک کے بدلہ میں سات سو کا ذکر ہے۔یہ ضرورت، اندازہ، وقت و موقع کے لحاظ سے فرق ہے۔مثلاً ایک شخص ہے دریا کے کنارے پر۔سردی کا موسم ہے۔بارش ہو رہی ہے۔ایسی حالت میں کسی کو گلاس بھر کر دے دے تو کونسی بڑی بات ہے لیکن اگر ایک شخص کسی کو جبکہ وہ جنگل میں دوپہر کے وقت تڑپ رہا ہے پیاس کی وجہ سے جاں بلب ہو، مُحرقہ میں گرفتار، پانی دے دے تو وہ عظیم الشان نیکی ہے۔پس اس قسم کے فرق کے لحاظ سے اجروں میں فرق ہے۔

پھر آپ ایک مثال بیان کرتے ہیں حضرت رابعہ بصری کی کہ ایک دفعہ گھر میں بیٹھی ہوئی تھیں تو بیس مہمان آ گئے اور گھر میں صرف دو روٹیاں تھیں۔انہوں نے ملازمہ سے کہا کہ یہ دو روٹیاں بھی جا کر کسی کو دے آؤ۔ملازمہ بڑی پریشان اور اس نے خیال کیا کہ یہ نیک لوگ بھی عجیب بیوقوف ہوتے ہیں۔گھر میں مہمان آئے ہوئے ہیں اور جو تھوڑی بہت روٹی ہے یہ کہتی ہیں کہ غریبوں میں بانٹ آؤ۔تو تھوڑی دیر کے بعد باہر سے آواز آئی، ایک عورت آئی، کسی امیر عورت نے بھیجا تھا، اٹھارہ روٹیاں لے کر آئی۔حضرت رابعہ بصریؒ نے واپس کر دیں کہ یہ میری نہیں ہیں۔اس ملازمہ نے پھر کہا کہ آپ رکھ لیں، روٹی اللہ تعالیٰ نے بھیج دی ہے۔فرمایا نہیں یہ میری نہیں ہیں۔تھوڑی دیر بعد ہمسائی امیر عورت تھی اس کی آواز آئی کہ یہ تم کہاں چلی گئی ہو۔رابعہ بصری کے ہاں تو بیس روٹیاں لے کر جانی تھیں۔وہ کہتی ہیں کہ مَیں نے جو دو روٹیاں بھیجی تھیں اللہ تعالیٰ سے سودا کیا تھا کہ وہ دس گنا کر کے مجھے واپس بھیجے گا۔تو دو کے بدلہ میں بیس آنی چاہئیں تھیں یہ اٹھارہ میری تھیں نہیں۔تو حضرت خلیفۃ اوّل فرماتے ہیں کہ یہ سچ ہے اور مجھے بھی اس کا تجربہ ہے اور مَیں نے کئی دفعہ آزمایا ہے۔لیکن ساتھ آپ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ خدا کا امتحان نہ لو۔کیونکہ خدا کو تمہارے امتحانوں کی پرواہ نہیں ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ یہ تو سوال ہو گیا کہ کیوں دے۔اب بتاتا ہوں کہ کس طرح دے۔اول تو یہ کہ محض ابتغاء مرضات اللہ دے، احسان نہ جتائے۔پہلی بات یہ تھی کہ کیوں دے۔اس لئے دے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر دینا ضروری ہے۔پھر کس طرح دو۔اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے لئے دو نہ کہ احسان جتانے کے لئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا کی راہ میں جو لوگ مال خرچ کرتے ہیں ان کے مالوں میں خدا اس طرح برکت دیتا ہے کہ جیسے ایک دانہ جب بویا جاتا ہے تو گو وہ ایک ہی ہوتا ہے مگر خدا اُس میں سے سات خوشے نکال سکتا ہے اور ہر ایک خوشہ میں سو (۱۰۰) دانے پیدا کر سکتا ہے۔یعنی اصل چیز سے زیادہ کر دینا یہ خدا کی قدرت میں داخل ہے اور درحقیقت ہم تمام لوگ خدا کی اسی قدرت سے ہی زندہ ہیں اور اگر خدا اپنی طرف سے کسی چیز کو زیادہ کرنے پر قادر نہ ہوتا تو تمام دنیا ہلاک ہو جاتی اور ایک جاندار بھی روئے زمین پر باقی نہ رہتا‘‘۔

(چشمۂ معرفت صفحہ ۱۶۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’تعبیر الرؤیا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔اسی لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے (یعنی مالی قربانی کی بھی بہت اہمیت ہے)۔انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل وقال سے کچھ نہیں بنتا جب تک عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔صدقہ اس کو اِسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے‘‘۔

(الحکم جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۶/مارچ ۱۹۸۹ء صفحہ ۲)

حدیث میں آیا ہے۔حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا ثواب ملتا ہے‘‘۔

(ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

پھر ایک حدیث ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مَیں تمہیں سب سخیوں سے بڑے سخی کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ اللہ تمام سخاوت کرنے والوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا ہے۔پھر مَیں تمام انسانوں میں سے (یعنی اپنے بارہ میں فرما رہے ہیں) سب سے بڑا سخی ہوں۔(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد از علامہ ہیثمی جلد ۹ صفحہ ۱۳ بیروت)

سعد بن معاذ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز روزہ اور ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے۔پس یہ خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے مالی قربانیاں دیں کہ ان دنوں میں، یہ روزوں کا مہینہ بھی ہے اور روزوں کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی یا نمازوں کی طرف بھی توجہ رہتی ہے۔تو اگر اس طرف پوری توجہ ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ جو تمہاری مالی قربانیاں ہیں ان کو مَیں سات سو گنا بڑھا دوں گا۔

ایک روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اللہ کے رسول! ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟۔ آپؐ نے فرمایا: سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو۔ اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ وخیرات میں دیر نہ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا دے دو۔ فرمایا کہ وہ مال تو اب تیرا رہا ہی نہیں وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا ہے۔ اس لئے صحت کی حالت میں چندوں اور صدقات کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ایک قصہ بیان کیا کہ ایک آدمی بے آب وگیاہ جنگل میں جا رہا تھا۔ بادل گھرے ہوئے تھے۔ اُس نے بادل میں سے آواز سنی کہ بادل! فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر۔ وہ بادل اس طرف کو ہٹ گیا۔ پتھریلی سطح مرتفع (نیچے چٹانیں تھیں جہاں، وہاں) پر بارش برسنی شروع ہوگئی۔ پانی ایک چھوٹے سے نالے میں بہنا شروع ہوگیا۔ وہ شخص بھی اس نالے کے کنارے کنارے چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہے کہ یہ نالہ ایک باغ میں جا داخل ہوا ہے اور باغ کا مالک کدال سے پانی اِدھر اُدھر مختلف کیاریوں میں لگا رہا ہے۔ اس آدمی نے باغ کے مالک سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس مسافر نے اس بادل میں سے سنا تھا۔ پھر باغ کے مالک نے اس مسافر سے پوچھا۔ اے اللہ کے بندے؟ تم بتاؤ کہ تمہیں میرا نام پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آگئی؟ اس نے کہا کہ مَیں نے اس بادل سے جس بادل کا تم پانی لگا رہے ہو آواز سنی تھی کہ اے بادل! فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر۔ تو تم نے کون سا ایسا نیک عمل کیا ہے جس کا بدلہ تم کو مل رہا ہے۔ باغ کے مالک نے کہا کہ اگر آپ سننا چاہتے ہیں تو سنیں۔ میرا طریقہ یہ ہے کہ اس باغ میں سے جو پیداوار ہوتی ہے اس کا ایک تہائی خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں۔ اور ایک تہائی اپنے اور اہل وعیال کے گزارہ کے لئے رکھتا ہوں۔ اور باقی ایک تہائی دوبارہ ان کھیتوں میں بیج کے طور پر استعمال کرتا ہوں۔ یہ ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو کاروباری ہوں یا ملازم پیشہ ہوں۔ تو اس آمد میں سے جتنا بھی چندہ آپ نے دینا ہوتا ہے نکال کے ہر مہینہ یا ہر کاروبار کے منافع کے وقت علیحدہ کر لیا کریں تو بڑی سہولت رہتی ہے اور سال کے آخر میں پھر بوجھ نہیں پڑتا۔

ایک حدیث ہے حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔ اپنے روپوؤں کی تھیلی کا منہ (بخل کی راہ سے) بند کر کے نہ بیٹھ جاؤ یعنی کنجوسی سے دبا کر نہ رکھو۔ ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ کیونکہ اگر روپیہ نکلے گا نہیں تو آئے گا بھی نہیں۔ اور جتنی طاقت ہے دل کھول کر خرچ کیا کرو۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب التحریص علی الصدقۃ)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ کہ ابتدائی ایام میں، جو شروع کے دن تھے، چندے وغیرہ مقرر نہ ہوئے تھے اور جماعت کی تعداد بھی تھوڑی تھی۔ ایک دفعہ کثیر تعداد میں مہمان آگئے۔ اس وقت خرچ کی دقت تھی۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے میرے روبرو حضرت اقدس علیہ السلام سے خرچ کی کمی کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ مہمان زیادہ آگئے ہیں۔ آپ گھر گئے، حضرت ام المومنین کا زیور لیا اور میر صاحب کو دیا کہ اس کو فروخت کر کے گزارہ چلائیں۔

پھر دوسرے تیسرے دن، وہ زیور کی جو آمد ہوئی تھی، روپیہ آیا تھا، ختم ہوگیا۔ میر صاحبؓ پھر حاضر ہوئے اور اخراجات کی زیادتی کے بارہ میں ذکر کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے مسنون طریقے پر ظاہر اسباب کی رعایت کر لی ہے اب وہ خود انتظام کرے گا۔ یعنی جو مسنون طریقہ تھا، جو ہمارے پاس تھا وہ تو ہم نے دے دیا ہے، خرچ کر لیا ہے اب خدا تعالیٰ خود انتظام کرے گا جس کے مہمان ہیں۔ کہتے ہیں کہ دوسرے ہی دن اس قدر روپیہ بذریعہ منی آرڈر پہنچا کہ سینکڑوں تک نوبت پہنچ گئی۔ اس زمانہ میں سینکڑوں بھی بہت قیمت رکھنے والے تھے۔ پھر آپؑ نے توکل پر تقریر فرمائی، فرمایا: جبکہ دنیا دار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپے پر اعتبار ہوتا ہے کہ حسب ضرورت جس قدر چاہے گا صندوق کھول کر نکال لے گا۔ ایسا ہی متوکل کو خدا تعالیٰ پر یقین اور بھروسہ ہوتا ہے کہ جس وقت چاہے گا نکال لے گا۔ اور اللہ کا ایسا ہی سلوک ہوتا ہے۔

تو دیکھیں اس سے ہمیں سبق مل رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کی ضرورتیں پوری کر لیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری بہتری کی خاطر، ہماری بھلائی کے لئے، ہمیں بھی ان خوش قسمتوں میں شامل کر لیا ہے جو ان نیک کاموں میں شامل ہوتے ہیں اور ثواب حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں۔ لکھتے ہیں: ’’مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر ومرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال ودولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجا لاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں‘‘۔

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶،۳۵)

یعنی جو خریدار ہیں براہین احمدیہ کے اس وقت اگر وہ ادائیگی نہیں کر پا رہے تو مجھے اجازت دیں مَیں وہ ساری ادائیگی اپنی طرف سے کر دیتا ہوں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اس وقت تنزل کی حالت میں ہے۔ بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے۔ جب یہ حالت ہوگئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں؟ خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ پس اس کی ترقی کے لئے سعی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے۔ اس لئے اس راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ سمیع وبصیر ہے۔

یہ وعدے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے دے گا مَیں اس کو چند گنا برکت دوں گا۔ دنیا ہی میں اسے بہت کچھ ملے گا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لے گا کہ کس قدر آرام میسر آتا ہے۔ غرض اس وقت مَیں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو۔ (ملفوظات جلد نمبر ۸ صفحہ ۳۹۳،۳۹۴)

اب میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرنے سے پہلے گزشتہ سال میں کیا کچھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہوئی بتانے سے پہلے مختصراً بتاتا ہوں کہ یہ سال جیسا کہ ہر ایک کو پتہ ہے ۳۱؍اکتوبر کو ختم ہوتا ہے۔ اس وقت تک جو اعداد وشمار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور تحریک جدید کے مالی نظام میں جماعت نے مجموعی طور پر جو قربانی کی ہے وہ ۲۸ لاکھ ۱۲ ہزار پاؤنڈ کی ادائیگی ہے، الحمدللہ۔ اور یہ ادائیگی گزشتہ سال سے تین لاکھ ساٹھ ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

گزشتہ سال کی جو ادائیگی تھی اس میں اتنا بڑا جمپ تھا کہ خیال تھا کہ شاید اس سال اس میں زیادہ وصولی نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے جو ہمیشہ اپنے فضلوں سے جماعت کو نوازتا ہے۔ اس دفعہ بھی گزشتہ سال سے بڑھ کر زائد ادائیگی کے سامان پیدا فرمائے ہیں۔ الحمدللہ۔

اور اب چونکہ بعض جماعتوں کا ان کی قربانیوں کے لحاظ سے نمبروار تفصیل بھی بیان کی جاتی ہے وہ مَیں بیان کروں گا کیونکہ بہت ساری جگہوں پر امراء اور سیکرٹریان تحریک جدید بڑی بے قراری کے ساتھ انتظار کر رہے ہوں گے کہ پتہ لگے کہ کیا نتائج سامنے آئے ہیں۔ تو اس سال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کی جماعت نے اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھا ہے اور پوری دنیا کی جماعتوں میں وہی اوّل رہی ہے اور انہی کو یہ اعزاز ملا ہے۔ پاکستان ایسا ملک ہے جہاں مجموعی وصولی کے لحاظ سے بھی اور تحریک جدید کے مجاہدین کے اعتبار سے بھی سب سے آگے ہے۔ باوجود اس کے کہ کچھ عرصہ سے وکیل المال صاحب پریشان تھے کہ پتہ نہیں کیا ہوگا اور بڑی فیکسیں آ رہی تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے اور ان کی جو بھی خواہش تھی، جو ٹارگٹ تھا وہ پورا ہوگیا ہے الحمدللہ۔

اور اس کے بعد امریکہ کا نمبر آتا ہے۔ وہاں بھی امیر صاحب کا خیال تھا کہ اقتصادی لحاظ سے حالات متاثر ہوئے ہیں۔ پتہ نہیں وہ قربانی جو ان کے ذہن میں ہے اتنا معیار حاصل ہو سکے یا نہ۔ لیکن اس سال بھی امریکہ گزشتہ سال کی نسبت نمایاں ادائیگی کر کے پاکستان سے باہر کے ملکوں میں دنیا بھر کی

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

جماعتوں میں اول ہے۔اور یہ بھی بتا تا چلوں کہ امریکہ میں جو آٹھ فیصد ادائیگی ہے اس کی شرح بھی تمام دنیا کی جماعتوں سے زیادہ رہی ہے۔اوراس کے لحاظ سے جرمنی کی جماعت تیسرے نمبر ہے۔اور جرمنی کی یہ خاصیت رہی کہ اس جماعت کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۹۵ فیصد احباب جماعت تحریک جدید میں شامل ہیں۔ماشاءاللہ۔

اب مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتوں کی ترتیب کیا ہے وہ بتا دیتا ہوں۔نمبر ایک پاکستان،نمبر دو امریکہ،نمبر تین جرمنی،نمبر چار برطانیہ ،نمبر پانچ کینیڈا،نمبر چھ بھارت،نمبر سات ماریشس، نمبر آٹھ سویٹزرلینڈ،نمبر ۹ آسٹریلیا اور نمبر دس بلجیم ۔ برطانیہ نمبر ۴ پہ الحمدللہ بڑا اچھا ہے یہ بھی کافی بہتری ہے جو مَیں آگے بیان کروں گا۔

مڈل ایسٹ کی جماعتوں میں سعودی عرب،ابوظبی اور افریقہ میں نائیجیریا قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنے پیار کی نگاہ رکھے اور فضلوں سے نوازتا رہے۔

اب تحریک جدید کے مجاہدین کی تعداد کے بارہ میں بتادوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی تعداد تین لاکھ چوراسی ہزار پانچ سو(۳۸۴۵۰۰) سے بڑھ گئی ہے۔اور گزشتہ سال کے مقابلہ پر امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان مجاہدین میں تیس ہزار چار سو(۳۰۴۰۰)افراد کا اضافہ ہوا ہے ۔اوراس اضافہ میں بھی پہلے نمبر پر ہندوستان، پھر پاکستان، برطانیہ اور کینیڈا کی جماعتیں ہیں۔ برطانیہ میں گزشتہ سال کی نسبت ۱۹۱۰ نئے مجاہدین تحریک جدید میں شامل کئے ہیں جو ایک بڑا اچھا حوصلہ افزا قدم ہے۔اوران کے اضافہ بھی ہوا ہے اس لحاظ سے کہ بیت الفتوح میں بھی انہوں نے خرچ کیا اور جماعتوں میں مساجد بن رہی ہیں وہاں بھی اخراجات ہو رہے ہیں۔اس لحاظ سے بھی برطانیہ کا قدم ماشاءاللہ ترقی کی طرف ہے۔

پھر کینیڈا اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ تجنید کے لحاظ سے ۷۵ فیصد احباب جماعت تحریک جدید میں شامل ہو چکے ہیں۔تو اوسط فی کس کے حساب سے جو پانچ جماعتیں ہیں ان کا بتا دوں کہ چندہ دینے میں جو معیاری ہیں۔نمبر ایک امریکہ،نمبر دو سویٹزرلینڈ،نمبر تین برطانیہ ،نمبر چار بلجیم اور نمبر پانچ آسٹریلیا۔ پاکستان کے روایتاً اضلاع کے نام بھی پڑھے جاتے ہیں جنہوں نے مالی قربانی میں نمایاں حصہ لیا ہوتا ہے۔ویسے بھی اس کا اپنا ایک مقام ہے۔

تو پاکستان میں اول لاہور رہا ہے،دوئم ربوہ اور سوئم کراچی ۔اس کے علاوہ راولپنڈی،اسلام آباد، ملتان،میرپورخاص،مردان،شیخوپورہ، جھنگ، بہاولنگر، ڈیرہ غازیخان، وہاڑی، واہ کینٹ، کنری، گجرات، ایبٹ آباد،میانوالی،راجن پور،مظفرگڑھ،بشیر آباد سندھ اور چک نمبر ۱۶۶ مراد کی جماعتیں ہیں۔

یہ جماعتوں کا تھا ضلعوں کا نہیں تھا۔اور ضلعی سطح پر قربانی کرنے والے جو ہیں وہ ہیں سیالکوٹ، فیصل آباد، گوجرانوالہ، نارووال، جہلم، میرپورخاص، منڈی بہاؤالدین، میرپور آزاد کشمیر، خانیوال، بدین اور ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

اب یہ اعدادوشمار تو سامنے آ گئے۔ اب اس کے ساتھ میں تحریک جدید کے دفتر اول کے سال ستّر(۷۰)اور دفتر دوم کے سال ساٹھ(۶۰)اور دفتر سوم کے انتالیسویں سال اور دفتر چہارم کے انیسویں سال کا اعلان کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ان مالی قربانی کرنے والوں کو کشائش عطا فرمائے، مالی وسعت عطا فرمائے ،ان کو پہلے سے بڑھ کر قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جماعتوں کو بھی توفیق دے کہ زیادہ سے زیادہ افراد کو اس میں شامل کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تحریک جدید کے بانی تھے فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو ،تحریک جدید خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے وہ اس کو ضرور ترقی دے گا اوراس کی راہ میں جو روکیں ہوں گی وہ ان کو دور کر دے گا۔اوراگر زمین سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے تو آسمان سے اس کو برکت دے گا۔پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔کیونکہ ان کا نام ادب واحترام سے اسلام کی تاریخ میں زندہ رہے گا۔اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے کیونکہ انہوں نے خود تکلیف اٹھا کر دین کی مضبوطی کے لئے کوشش کی اوران کی اولادوں کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوگا اور آسمانی نور ان کے سینوں سے ابل کر نکلتا رہے گا اور دنیا کو روشن کرتا رہے گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں: پس ہر احمدی مرد اور ہر احمدی بالغ عورت کا فرض ہے کہ اس تحریک میں شامل ہو۔ بلکہ بچوں میں بھی تحریک کی جائے اور رسمی طور پر انہیں اپنے ساتھ شامل کیا جائے۔مثلاً اپنے وعدے کے ساتھ ان کی طرف سے کچھ حصہ ڈال دے چاہے ایک پیسہ ہو، دو پیسے ہوں یا ایک آنہ ہو(یہ وہاں کے سکے ہیں)اس سے ان کے دلوں میں تحریک ہوگی۔ بلکہ بجائے بچے کی طرف سے خود وعدہ لکھوانے کے ،اسے کہو کہ خود وعدہ لکھوائے۔اس سے اس کے اندر یہ احساس پیدا ہوگا کہ مَیں چندہ دے رہا ہوں۔بعض لوگ بچوں کی طرف سے چندہ لکھوا دیتے ہیں لیکن انہیں بتاتے نہیں۔ بچے کی عادت ہوتی ہے کہ وہ سوال کرتا ہے۔ جب تم اسے کہو گے کہ جاؤ اپنی طرف سے چندہ لکھواؤ تو وہ پوچھے گا کہ چندہ کیا ہوتا ہے۔اور جب تم چندہ کی تشریح کرو گے۔وہ پھر پوچھے گا کہ چندہ کیوں ہے تو تم اس کے سامنے اسلام کی مشکلات اور خوبیاں بیان کرو گے۔ بچے کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ مادہ رکھا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سوال کرتا ہے ۔اوراگر تم ایسا کرو گے تو اس کے اندر ایک نئی روح پیدا ہوگی اور بچپن سے ان کے اندر اسلام کی خدمت کی رغبت پیدا ہوگی۔

اپنی اولاد کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’جب تک دنیا کے چپہ چپہ میں اسلام نہ پھیل جائے اور دنیا کے تمام لوگ اسلام قبول نہ کر لیں اس وقت تک اسلام کی تبلیغ میں وہ کبھی کوتاہی سے کام نہ لیں۔خصوصاً اپنی اولاد کو میری یہ وصیت ہے کہ وہ قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھیں اور اپنی اولاد در اولاد کو نصیحت کرتے چلے جائیں کہ انہوں نے اسلام کی تبلیغ کو کبھی نہیں چھوڑنا اور مرتے دم تک اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھنا ہے۔‘‘

(الفضل ۱۷ فروری ۱۹۶۰ء صفحہ ۲ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۸ صفحہ ۱۵۳۔۱۵۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میرے پیارے دوستو!مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان وعرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذرّیت کو نہایت ضرورت ہے۔سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیّبہ سے(یعنی اپنے پاکیزہ اموال سے)اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت ومقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدّم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے اُن علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں‘‘۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۵۱۶)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اور ہمیشہ ہماری توفیق کو بڑھاتا رہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مشن کی خاطر ہر قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں اور اپنی نسلوں میں بھی یہ قربانی کا جذبہ پیدا کرنے والے ہوں۔

❁❁❁ ❁❁❁❁ ❁❁❁

تعارف کتب

(آصف محمود باسط)

ہومیوپیتھی کا معلوماتی رسالہ ’ھوالشافی‘ جرمنی۔

پبلشر: Freunde Der Homoupathie e.V
Kleyer Ste 58-60
60326 Frankfurt am/Main -Germany.

زیر نظر رسالہ بظاہر نہایت مختصر مگر درحقیقت مجموعۂ معلومات ہے۔ جرمنی کو ہومیوپیتھی کی جائے پیدائش کہتے ہیں۔ یہ سہ ماہی رسالہ بھی جرمنی ہی سے شائع ہوتا ہے ۔ ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل طریقہ علاج کے محاسن سے دنیا کو متعارف کرانے کا عظیم کام سرانجام دے رہا ہے۔ ’’ھوالشافی‘‘ محبان ہومیوپیتھی کے ایک حلقہ کا ترجمان رسالہ ہے۔یہ حلقہ جس کا نام:

Freunde Der Homoopathie e.V

ہے محض اشاعت وطباعت کی حد تک ہی نہیں بلکہ عملاً باقاعدہ ہومیوپیتھی کی ترویج میں مصروف عمل ہے ۔ اسے پڑھیے تو یوں لگتا ہے گویا اس حلقہ کی کسی مجلس میں شریک ہیں۔

سرورق سے لے کر آخری صفحہ تک یہ رسالہ علم الابدان اور علم الادیان میں ایک حسین توازن کا نمونہ ہے ۔ ہومیوپیتھی پر تو اور بھی رسالے اور مجلّے چھپتے ہیں مگر یہ امتزاج اوراس امتزاج کا توازن اس رسالے کی انفرادیت ہے ۔فہرست مضامین میں بائیوکیمک اور نیکوٹین کا عنوان بھی نظر آئے گا ۔کچھ آگے چلیں گے تو خلافت کی برکات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔کہیں ہیپاٹائٹس پر بات ہو رہی ہے تو کہیں رمضان المبارک زیر بحث ہے۔

محبان ہومیوپیتھی کے اس حلقہ کی رکنیت حاصل کرنا چاہیں تو اوپر دیئے گئے پتہ پر رابطہ کریں۔اور آپ بھی ہومیوپیتھی کی ترویج میں حصہ لے سکتے ہیں۔پھر رکنیت حاصل کرکے ہومیومشوروں سے بھرپور آپ کو یہ رسالہ بھی تو ملنا شروع ہو جائے گا۔ ❁❁❁

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: ***Muhammad Sajid Qamar***
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ:غیر احمدی مسلمانوں میں مروج بعض روایتی عقائد اور قرآن شریف از صفحہ نمبر ۴

کرنے والوں کو بھی آزادیٔ عقیدہ و عمل کا بنیادی حق دیتا ہے مگر ہمارے روایتی عقائد اس حق سے ان کو محروم قرار دیتے ہیں۔

سورۃ الشوریٰ

✎ ...... مذہبی مخالفین کے خلاف طاقت کے استعمال کے مختلف پہلوؤں پر سورۃ الشوریٰ میں خوب روشنی ڈالی گئی ہے۔آیت نمبر ۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ﴾ اور وہ لوگ جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر دوست بنا رکھے ہیں﴿اَللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ﴾ اللہ ان پر نگران ہے ﴿وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ﴾ اور اے نبیؐ تم ان پر ذمہ دار نہیں ہو۔

گویا مخالفین کے ایمان لانے کے ذمہ داری نبی ﷺ اور آپؐ کے ماننے والوں پر نہیں۔آپؐ کا کام پہنچا دینا ہے۔یہ ہدایت ہمارے روایتی عقائد کے تصور کے بالکل متضاد ہے۔ہمارے روایتی عقائد میں مخالفین کے خلاف قوت کے استعمال کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ مخالفین کو پیغام دینے کے بعد ان کے انکار کرنے پر مہلت نہ دو بلکہ جارحانہ انداز میں جلد از جلد حملہ کرو۔

✎ ...... سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۱۶ اس تصور سے بالکل الٹ تصور پیش کرتی ہے۔فرماتا ہے ﴿وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ﴾ اور تم کہو اللہ نے جو کتاب میں سے اتارا ہے مَیں اس پر ایمان لایا ہوں۔﴿وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ﴾ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں ۔(ہمارے روایتی عقائد جارحانہ جنگ کا حکم دیتے ہیں ،قرآن کریم عدل و انصاف کا حکم دیتا ہے)﴿اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ﴾ اللہ ہمارا ربّ ہے،تمہارا بھی ربّ ہے﴿لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ﴾ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں ،تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں﴿لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ ہمارے درمیان تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں﴿اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ اللہ ہمیں اکٹھا کرے گا کیونکہ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

watch MTA live
audio and video broadcast
Weekly sermons in Urdu / English
Questions & Answers and much much more
Now you can buy Ahmadiyya Islamic Books, Audio / Video on line using Master Card or Visa
Visit our official website
www.alislam.org

یہ تو قرآنی تصور ہے مگر روایتی خیالات یہ تصور پیش کرتے ہیں کہ مخالفین کے اعمال ان کی ذمہ داری نہیں، ہماری ذمہ داری ہیں۔اور اگر وہ دعوت سے تبدیلی نہیں کرتے تو تلوار سے ان میں تبدیلی کرنا ہمارا فرض ہے۔اور جھگڑا ہے اور زبرستی ہے اور فریق مخالف کو یا تو جھگڑا چھوڑنا ہوگا اور بات ماننا ہوگی یا ہم طاقت و جبر کے ذریعہ بات منوائیں گے۔

✎ ...... جارحیت اور جارحانہ انداز اختیار کرنے کے خلاف سورۃ الشوریٰ کی آیات ۴۰ تا ۴۴ میں واضح ارشادات ہیں۔ایمان لانے والوں اور اللہ پر توکل کرنے والوں کی صفات حسنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ﴾ جب ان پر سرکشی کی جاتی ہے﴿هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ﴾ وہ بدلہ لیتے ہیں (گوکہ سرکشی کا مقابلہ تو کرتے ہیں مگر جارحیت کی ابتداء نہیں کرتے مگر وہ مقابلہ بھی اس طرح کرتے ہیں کہ)﴿جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ کہ برائی کا بدلہ اس برائی کے برابر ہوتا ہے ﴿فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ مگر جو معاف کرے اور اصلاح مدنظر ہو﴿فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

گویا بدلہ صرف مخالف کی سرکشی کی صورت میں لیتے ہیں اور وہ بھی صرف اتنا جو برائی کے برابر ہو لیکن اگر اصلاح کا تقاضا ہو کہ بدلہ لینے کے بجائے معاف کیا جائے تو معاف کر دیتے ہیں۔﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ﴾ اور جو ان پر ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیں ﴿مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ﴾ ان پر کوئی اعتراض نہیں﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ﴾ اعتراض تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں﴿وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ اور ناحق زمین میں سرکشی کرتے ہیں﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ﴾ مگر جو صبر کرے اور بخش دے (بدلہ نہ لے)﴿اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ تو یہ یقیناً بڑی ہمت والے کاموں میں سے ہے۔(گویا بدلہ لینے کی اجازت ہے اگر مخالفین سرکشی اور زیادتی کریں مگر صبر کرنا اور معاف کرنا اولوالعزم کارناموں میں سے ہے)۔

✎ ...... سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۴۹ میں پھر اس مضمون کو دہرایا ہے کہ ﴿فَاِنْ اَعْرَضُوْا﴾ اگر مخالفین بات نہ مانیں اور اعراض کریں﴿فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا﴾ تو ہم نے تمہیں ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا﴿اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ﴾ تم پر صرف پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ہے۔(منوانا اور منوانے کے لئے طاقت کا استعمال کرنا تمہارا کام نہیں۔

سورۃ الزخرف

✎ ...... ہمارے روایتی عقائد اپنے مخالفین کو چھوڑنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ ان پر حملہ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔سورۃ الزخرف کی آیت نمبر ۸۴ میں ارشاد ہے:﴿فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا﴾ پس تم ان کو چھوڑ دو کہ وہ بیہودہ باتیں کریں﴿وَيَلْعَبُوْا﴾ اور کھیلیں﴿حَتّٰى يُلٰقُوْا﴾ یہاں تک کہ وہ ملیں ﴿يَوْمَهُمُ الَّذِىْ يُوْعَدُوْنَ﴾ اس دن کہ جس کا وہ وعدہ دئے جاتے ہیں (یعنی وہ آخری دن جس دن ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا)۔

✎ ...... اور اس سورۃ کی آخری آیات میں انکار پر اصرار کرنے والوں کے حق میں صرف ان کو چھوڑنے کا نہیں بلکہ ان سے درگزر کرنے کا ارشاد ہے۔فرماتا ہے:﴿وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ﴾ اور قسم ہے اس نبی ﷺ کے اس قول کی کہ اے میرے ربّ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ﴾ یقیناً یہ لوگ ایسی قوم ہیں جو ایمان نہیں لاتے﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ﴾ پس ان سے درگزر کرو﴿قُلْ سَلٰمٌ﴾ اور کہو سلامتی ہو ﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ پس وہ عنقریب جان لیں گے۔

قرآن شریف کے اس ارشاد کے مخالف ہمارے خیالات یہ ہیں کہ ہرگز درگزر نہ کرو اور نہ ہی سلامتی کا پیغام دو بلکہ قتل کرو،خون بہاؤ اور تلوار چلاؤ۔

سورۃ الجاثیہ ، سورۃ الاحقاف ، سورۃ قٓ

✎ ...... ہمارے فتاویٰ مومنوں کو تاکید کرتے ہیں کہ نہ ماننے والوں کو ہرگز معاف نہ کرو۔قرآن کریم سورۃ الجاثیہ آیت نمبر ۱۵ میں فرماتا ہے:﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اے نبیؐ ان کو کہو جو ایمان لائے﴿يَغْفِرُوْا﴾ کہ معاف کریں﴿لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ﴾ ان کو جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے﴿لِيَجْزِىَ قَوْمًا﴾ تا کہ وہ ایک قوم کو جزا دے﴿بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ اس کی جو وہ کرتے تھے۔

اس آیت میں قرآن مجید مومنوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ مخالفین کو معاف کریں تا کہ اللہ خود ان کو بدلہ دے مگر روایتی اعتقادات کے حامل مسلمانوں نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ مخالفوں کو معاف کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور بدلہ بھی خود ہمارے ہاتھ میں ہے اور ہم نے بدلہ لینا ہے،عفو اور صبر کا تصور ہی ہمارے رسمی عقائد کے نتیجہ میں مٹا دیا گیا ہے۔

✎ ...... حالانکہ سورۃ الجاثیہ سے اگلی سورۃ ،سورۃ الاحقاف کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ تاکید فرماتا ہے:﴿فَاصْبِرْ﴾ اے رسولؐ صبر کرو ﴿كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ جیسے بڑے عزم والے رسولوں نے صبر کیا﴿وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ﴾ اور ان کے لئے (سزا) جلدی نہ چاہو (کجا ہمارے رسمی عقائد اور کجا یہ قرآنی تعلیم) ﴿كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ﴾ جس دن وہ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے۔تو گویا وہ ﴿لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ﴾ دن کی ایک گھڑی بھی نہیں رہے ۔﴿بَلٰغٌ﴾ پیغام پہنچا دینا ہے﴿فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ اور صرف فاسق لوگ ہی ہلاک کئے جائیں گے۔

✎ ...... مخالفین کے اعتراضات اور دشنام دہی کا قرآنی علاج تلوار نہیں۔اس بارہ میں سورۃ قٓ کی آیت نمبر ۴۰۔۴۱ میں فرماتا ہے:﴿فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ﴾ جو وہ کہتے ہیں اس پر صبر کرو (اور ان کی باتوں کا علاج تلوار نہیں بلکہ)﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو ﴿قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ﴾ سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ﴾ اور رات کو اس کی تسبیح کرو﴿وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ﴾ اور سجدوں کے بعد بھی۔

✎ ...... مخالفین کے ان اعتراضات کا مزید تذکرہ اس سورۃ کی آیت نمبر ۴۶ میں کیا گیا ہے۔فرماتا ہے:﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ﴾ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں﴿وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ﴾ اور تم اے رسولؐ ہرگز ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو (ہمارے روایتی عقائد کے مطابق اسلام میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز بلکہ ضروری ہے ۔فرماتا ہے جبر کی ضرورت بھی نہیں)﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ﴾ قرآن کے ذریعہ اس کو نصیحت کر﴿مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ﴾ جو میری وعید سے ڈرتا ہے۔

سورۃ الذّاریات و سورۃ الطّور

✎ ...... سورۃ الذاریات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مخالفین نے ہر رسول پر اعتراض کئے ،دشنام دہی کی۔آیت نمبر ۵۳، ۵۴ میں فرماتا ہے: ﴿كَذٰلِكَ﴾ اس طرح﴿مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ﴾ ان سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا﴿اِلَّا قَالُوْا﴾ مگر (مخالفین نے) کہا﴿سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ﴾ جادوگر ہے یا مجنون ہے﴿اَتَوَاصَوْا بِهٖ﴾ کیا انہوں نے ایک دوسرے کو اس کی وصیت کی ہے ﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ﴾ بلکہ وہ سرکش قوم ہیں ﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ﴾ پس ان سے منہ پھیر لو﴿فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ﴾ اس پر تمہیں ملامت نہیں کی جائے گی﴿وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور نصیحت کر و یقیناً نصیحت ماننے والوں کو نفع دیتی ہے۔

رسول کو ساحر اور مجنون کا الزام لگانے والوں سے ان آیات میں منہ پھیر لینے کی ہدایت ہے مگر نصیحت کرنے کا ارشاد ہے۔تلوار لے کر جڑ سے اکھیڑ دینے کا کوئی حکم نہیں جو ہمارے ہاں واجب العمل فتاویٰ میں کہا گیا ہے۔

✎ ...... اس مضمون کو سورۃ الطّور کی آیات ۳۱۔۳۲ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے :﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ﴾ کیا وہ کہتے ہیں﴿شَاعِرٌ﴾ یہ ایک شاعر ہے﴿نَتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ﴾ جس پر ہم گردش زمانہ کا انتظار کر رہے ہیں﴿قُلْ تَرَبَّصُوْا﴾ کہو تم انتظار کرو﴿فَاِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ﴾ مَیں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

دونوں فریقوں کا یہ انتظار ہمارے رسمی خیالات رکھنے والوں کو ہرگز پسند نہیں۔ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ نہ مخالفین کو انتظار کا موقعہ دیا جائے ،نہ خود انتظار کیا جائے بلکہ جلد از جلد تلوار کی دھار سے فیصلہ کیا جائے۔مخالف کو چھوڑنے کا تو کوئی سوال نہیں۔

✎ ...... مگر اللہ تعالیٰ اسی سورۃ کی آیت نمبر ۴۶ میں فرماتا ہے ﴿فَذَرْهُمْ﴾ پس ان کو چھوڑ دو﴿حَتّٰى يُلٰقُوْا﴾ یہاں تک کہ وہ ملیں﴿يَوْمَهُمُ الَّذِىْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ﴾ اپنے اس دن کو جب وہ بیہوش کئے جائیں گے۔ (باقی آئندہ شمارہ میں)

خاتم الاولیاء

(حافظ مظفر احمد۔ ربوہ)

''اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَاَنْتَ یَا عَلِیُّ خَاتَمُ الْاَوْلِیَآءِ'' کہ میں خاتم الانبیاء اور تُو اے علی خاتم الاولیاء ہے۔

اس جگہ مختصراً اس حدیث کے بارہ میں چند تحقیقی باتیں پیش ہیں۔

شیعہ تفسیر صافی میں سورہ احزاب کی آیت خاتم النبیّین میں درج ہے:۔''فِی الْمَنَاقِب عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَنَا خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتَ یَا عَلِیُّ خَاتَمُ الْاَوْصِیَاءِ'' کہ میں خاتم الاولیاء اور تو اے علی خاتم الاوصیاء ہے۔

یہی روایت امام مناوی کی کتاب کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق مطبع یمنیہ مصر کی جز اول صفحہ ۷۱ پر بحوالہ فردوس الاخبار موجود ہے۔

شیعہ کتاب ''المناقب'' کی تلاش و جستجو کی گئی تو اس میں یہ حوالہ 'خاتم الاوصیاء' کی بجائے 'خاتم الاولیاء' کے الفاظ میں مل گیا۔ کتاب 'مناقب آل ابی طالب' علامہ ابوجعفر رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب السروی المازندرانی متوفی ۵۸۸ ہجری کی تصنیف ہے جو ایک بہت بڑے شیعہ فاضل اور تفسیر و حدیث کے عالم تھے مگر یہ تفصیلی روایت انہوں نے جس سند کے ساتھ پیش کی ہے اس کے تمام راوی ثقہ اور اہل سنّت مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ مکمل روایت یہ ہے:۔

سهل بن عبدالله عن محمد بن السوار عن مالک بن دينار عن حسن البصری عن انس فی حديث طويل سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول أَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِيَآءِ وَ اَنْتَ يَا عَلِیُّ خَاتَمُ الْاَوْلِيَآءِ ۔(مناقب آل ابی طالب جز ۳ صفحہ ۲۶۱ مطبع علمیہ بقم)

یہی حدیث ایک اور شیعہ اردو تفسیر عمدۃ البیان میں بایں الفاظ موجود ہے کہ:۔''رسول خدا نے فرمایا: میں خاتم الانبیاء ہوں اور تو اے علی خاتم الاولیاء ہے۔''

(تفسیر عمدۃ البیان از مولوی سید عمار علی صاحب جلد ۲ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ ۱۳۰۲ ۔مطبع یوسفی دہلی)

جہاں تک اس حدیث کے راویوں کا تعلق ہے اس کے صحابی راوی حضرت انسؓ خادم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کا شمار ثقہ راویوں میں ہے۔(تہذیب التہذیب جلد ۱ صفحہ ۳۲۹ ۔از شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نشر السنہ الفضل مارکیٹ ۔لاہور)۔

دوسرے تابعی راوی حسن بصری ہیں جن کے بارے میں اہل اصول نے کہا ہے کہ ان کی مسند روایات جس میں وہ صحابی راوی کا بھی ذکر کریں حجت ہیں جبکہ مرسل روایات حجت نہیں۔

(تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ اور ۲۳۳)

زیر نظر روایت چونکہ مسند ہے اس لئے یہ حجت ہے۔

تیسرے راوی مالک بن دینار ہیں جن کو امام نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے بھی ثقات میں شمار کیا ہے اور ابن سعد نے ثقہ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بہت کم حدیثیں بیان کرتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب جلد ۱۰ صفحہ ۱۳)

چوتھے راوی محمد بن سوّار ہیں۔ ابن ابی حاتم نے ان کو صدوق اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۱۸۵)

پانچویں راوی سہل بن عبداللہ ہیں۔ جن کے مجہول ہونے کے باعث کوئی واضح رائے ان کے بارے میں نہیں ملتی۔(میزان الاعتدال للذہبی جلد اول صفحہ ۴۳۰ مطبع سعادہ مصر)

یہاں مجہول راوی کے بارے میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ایسا مجہول العدالت راوی جو ظاہر و باطن کے اعتبار سے مجہول ہو اس کی روایت ناقابل قبول ہوتی ہے جبکہ محض ظاہراً مجہول العدالت ہونے کے باعث روایت ردّ نہیں ہوتی بلکہ ایسے ''مجہول'' کی روایت حجت ہوتی ہے کیونکہ غالب طور پر قبول روایت کا معاملہ حسن ظن پر ہوتا ہے۔ اور جب باقی چاروں راوی اس حدیث کے ثقہ ہیں اور درایت کے اعتبار سے بھی اس حدیث کا مضمون قرآن شریف یا کسی اور صحیح حدیث رسول کے خلاف نہیں تو اس صورت میں اس روایت کے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے جو ''خاتم النبیّین'' کی نہایت اعلیٰ اور قابل فہم تفسیر پیش کررہی ہے۔

اس حدیث سے یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ جس طرح حضرت علیؓ خاتم الاولیاء ہیں انہی معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور حضرت علیؓ کو کوئی بھی مسلمان فرقہ ہرگز امت کا آخری ولی قرار نہیں دیتا۔ البتہ انہیں مقام ولایت میں انتہائی آخری مرتبہ پر ضرور سمجھا جاتا ہے۔ اگر خاتم الاولیاء کے معنے بھی خاتم الانبیاء کی طرح آخری ولی کے لئے جائیں تو امت محمدیہ میں ولایت کا دروازہ بھی بند ماننا پڑے گا گویا اب کوئی ولی پیدا نہیں ہوسکتا۔ مگر اس حدیث کے معروف و مشتہر ہونے کے باوجود آج تک کسی عالم نے بھی خاتم الاولیاء کے معنے زمانی لحاظ سے آخری ولی کے نہیں کئے جبکہ مقام و مرتبہ کے لحاظ سے آخری کے کئے اور یہی درست ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عربیؒ اس مقام کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

''اولیاء میں ایک فرد ''ختم'' کے مقام پر ہوتا ہے جو منفرد وجود ہوتا ہے اور وہ ہر دور میں ایک نہیں بلکہ عالم میں ایک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ولایت محمدیہ کا مقام ختم کرے گا اور محمدی اولیاء میں اس سے بڑا کوئی نہیں ہوگا۔''(ترجمہ از عربی فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۹ ۔بحوالہ ختم الاولیاء صفحہ ۴۷۹ ۔از حکیم ترمذی مطبوعہ بیروت)

خود علامہ حکیم ترمذی اس مقام کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''اولیاء میں سب سے بلند مرتبے کا فرد وہ شخص ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی سپرداری میں لے لیتا ہے۔ وہ اس کے حکم سے حرکت کرتا، بولتا، سنتا، دیکھتا، پکڑتا اور سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے زمین سے مشہور کرکے مخلوق کا امام بناتا اور اولیاء کا جھنڈا اسے عطا کرتا ہے۔''(ترجمہ از عربی نوادر الاصول صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸ بحوالہ ختم الاولیاء صفحہ ۴۵۷)

اسی طرح حکیم ترمذی مجذوب کے درجات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:''ان میں بعض نبوت کا تہائی حاصل کرتے ہیں اور بعض کو نصف اور بعض کو نصف سے زیادہ ملتا ہے۔ اور بعض کو نبوت میں سے بہت زیادہ حصہ ملتا ہے اور وہ خاتم اولیاء کہلاتے ہیں۔''

(تذکرۃ الاولیاء اردو صفحہ ۲۵۳ شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار ۔لاہور)

علامہ ابن خلدون نے مقام خاتم الاولیاء کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔''ولایت کی مثال تفاوت مراتب میں نبوت سے دی جاتی ہے اور ولیوں میں سے صاحب کمال فرد کو خاتم الاولیاء کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے وہ مرتبہ حاصل کرنے والا جو ولایت کا آخری مرتبہ ہے جس طرح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ کو حاصل کرنے والے ہیں جو نبوت کا آخری مقام ہے۔''

(تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ ۵۷۷ طبع ثانیہ ۱۹۷۹ مکتبہ المدرسہ للطبع والنشر ۔بیروت)

❀❀ ❀ ❀❀

دنیا کو درپیش خطرات

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

الٰہی نوشتوں کے مطابق دنیا اپنے آخری دور میں سے گزر رہی ہے جس کے بعد خاتمہ ہے یہ خاتمہ کیسے وقوع میں آئے گا۔ اس کے بارہ میں سائنسدان مختلف اندازے لگاتے ہیں۔ ایک اندازہ جو حال ہی میں برطانیہ کے آنریری ماہر فلکیات MartinRess نے لگایا ہے وہ پیش خدمت ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ایک صدی قبل دنیا کے تباہ ہونے کا امکان ایک فیصد تھا اب بڑھ کر ۵۰ فیصد ہوگیا ہے۔ آج سب سے زیادہ خطرہ ایٹمی دہشت گردی (Neuclear terrorism) سے ہے۔ دوسرے نمبر پر بیماریوں کے پھیلنے سے ہے جو ایسے وائرس پیدا کریں جن میں جینیاتی تبدیلیاں مصنوعی طور پر کی گئی ہوں۔ (Deadly Engnered viruses)۔ پھر فریب کار مشینیں (Rogue Mashienes)۔ پھر سب سے بڑھ کر خلقت انسانی میں تبدیلیاں جن سے انسان کا کردار ہی بدل جائے اور کوئی اور ہی مخلوق زمین پر قبضہ کرکے انسان کی جگہ لے لے۔ یہ خطرناک چیزیں بطور حادثہ بھی انسان کو پیش آسکتی ہیں اور عمداً بھی شرارت سے بنائی جاسکتی ہیں۔

اس بات کا امکان ہے کہ ۲۰۲۰ء تک کوئی دس لاکھ آدمی جراثیمی دہشت گردی (Bio Terrorism) سے ہلاک ہو جائیں۔ ابھی ایک صدی پہلے تک ایٹمی خطرہ کے بارہ میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ خطرہ ابھی تک بدستور قائم ہے اور اس کے ساتھ دوسرا خطرہ جینیاتی تبدیلیوں (Genetic Engineering) اور ان خطرناک وائرسوں کو پھیلانے والی دواؤں (Biotech Drugs) کا ہے وہ سامنے آ کھڑا ہوا ہے۔ اس وقت دنیا میں ہزاروں اشخاص ایسے ہیں جو اس قابل ہیں کہ خطرناک ناقابل علاج بیماریاں پھیلانے والے جراثیم بناسکیں۔ کوئی بھی دیوانہ دنیا میں تباہی مچا سکتا ہے اگر بے شمار لوگ مرنے سے بچ بھی جائیں تو زندگی کے معمولات کو ضرور زیر و زبر کرسکتے ہیں۔

ایٹمی طاقت کی ترقی کے لئے جو تجربات کئے جاتے ہیں وہ بھی دنیا کی تباہی کا باعث بن سکتے ہیں۔ مثلاً ایٹم کے ذرات کی رفتار اور طاقت بڑھانے کے لئے جو مشینیں (Particle Accelrator) استعمال کی جاتی ہیں۔ ان کے ذریعے ایسے بلیک ہول کا وجود میں آنا بھی ممکن ہوسکتا ہے جو اردگرد کی سب چیزوں کو اپنے اندر کھینچ کر تباہ کردے۔ قرآن کریم میں آیا ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی عظیم کتاب (Revelation,Rationality, Knowledge and Truth) کے صفحات ۶۱۳ تا ۶۵۳ میں ان کا ذکر فرمایا ہے ان میں ایٹمی جنگ کے خطرات کا بھی ذکر ہے۔ جینیاتی تبدیلیوں کے ذریعے خدا کی پیدائش میں تبدیلیاں لانے کا بھی اور ایڈز اور طاعون جیسی بیماریوں کا بھی۔ اسی کتاب کے صفحہ ۴۸۷ پر خدا کی اس وعید کا بھی ذکر ہے کہ ہم انسانوں کو بدل کر زمین پر ایک اور مخلوق لانے پر بھی قادر ہیں چنانچہ خدا فرماتا ہے۔''ہم نے ہی اُن انسانوں کو پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ بند مضبوط بنائے ہیں اور جب ہم چاہیں گے ان کی صورتیں یکسر تبدیل کردیں گے''۔(الدھر ۲۹ : ۷۶) جب انسان خدا سے بغاوت کریں گے تو پھر اس انجام سے دو چار تو ہوں گے۔

❀❀ ...... ❀❀

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے ایک گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کرلیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

اہانت کی پاداش

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود کے عہدِ سعادت کی بات ہے کہ خاکسار موضع سعد اللہ پور میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل بیان کر رہا تھا کہ وہاں چوہدری فضل داد صاحب جو موضع چکریاں کے زمینداروں میں سے تھے آ نکلے۔ ان کی طبیعت میں کبر اور تحکم کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے: تُو کیا مرزا مرزا کر رہا ہے۔ مرزا کے سوا تجھے کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ اور حضرت اقدس کی شان میں بہت سے توہین آمیز الفاظ انہوں نے استعمال کئے۔ مَیں نے کہا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے متعلق جو باتیں سنی ہیں وہ دشمنوں اور مخالفوں کی زبان سے سنی ہیں جو مرزا صاحب سے دور رہتے ہیں اور سوائے کورانہ تقلید کے اور کچھ نہیں جانتے۔ جس طرح یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں نے حضرت نبی کریم ﷺ کا اپنے غلط خیالات اور تصورات کی وجہ سے انکار کیا اور آپ کی ذات والا صفات پر طرح طرح کے اعتراضات کئے اور اس میں عیوب و معائب نکالے تا کوئی شخص آپ پر ایمان نہ لا سکے۔ یہی حالت ان مخالفین کی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے پاس نہ تلوار ہے کہ وہ لوگوں کو مرعوب کر کے ایمان لانے پر مجبور کریں اور نہ آپ کے پاس مال و منال ہے کہ طمع اور لالچ دیں۔ پس جو شخص آپ پر ایمان لاتا ہے وہ محض علم صحیح اور جوش اخلاص اور حسن نیت سے ایسا کرتا ہے۔ اور آپ کی جماعت کا دن بدن بڑھنا اور باوجود انتہائی مخالفت کے بڑھنا آپ کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا ایک بیّن ثبوت ہے۔

یہ سن کر چوہدری فضل داد صاحب نے نہایت ہی کبر سے کہا کہ ”تمہیں مرزا کے ذریعہ سے کون سی بزرگی اور برکت ملی ہے جو ہمیں میسر نہیں اور ہم اس سے محروم ہیں“۔

مَیں نے جواباً عرض کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب مسیح موعود ظاہر ہوں گے تو وہ خدا تعالیٰ کی مقدس وحی کی روشنی میں امت کے اختلافات کا فیصلہ کریں گے اور سب فرقوں میں سے سعید روحیں اور نیک دل لوگ آپ کے فیصلہ کو قبول کر کے آپ کی معیت اختیار کریں گے۔

پس آج خدا تعالیٰ کے فضل سے مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور پر جہاں بہتّر فرقے آباء و اجداد کی کورانہ تقلید سے آسمانی فیصلہ کا انکار کر رہے ہیں ہمیں خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ ہم نے آسمانی فیصلہ کو قبول کیا اور امام وقت کی بیعت کر کے حضرت رسول کریم ﷺ کے فرمان کو مانا۔

پس ہمیں حضرت مرزا صاحب پر ایمان لا کر علم صحیح اور عقائد حقہ کی نعمت حاصل ہوئی۔ اعمال صالحہ بجا لانے کی توفیق ملی۔ ہمیں آپؑ کے ذریعہ سے بے شمار آسمانی اور زمینی نشانات مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی اور آنحضرت ﷺ کی رسالت پر پختہ اور کامل یقین حاصل ہوا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان پر عمل کر کے ہم زندہ خدا کی تجلّیات کے مورد اور زندہ رسول کی برکتوں کے وارث بنے۔

چوہدری فضل داد صاحب بجائے اس کے کہ میری باتوں کو سن کر کوئی استفسار کرتے اپنے پہلے فقرات کو ہی دہرانے لگے۔ چوہدری اللہ داد صاحب نے بھی ان کو سمجھایا اور بے جا کلمات کے استعمال سے روکا لیکن وہ باز نہ آئے۔ اور کہنے لگے کہ یہ ”مرزائی میرا کیا بگاڑ سکتا ہے“۔ مَیں نے عرض کیا کہ چوہدری صاحب! ہمارے مقتدا و پیشوا اور ان کی جماعت کا مقصد بگاڑنا نہیں بلکہ بنانا ہے۔ پس ہماری تو یہ خواہش ہے کہ آپ کا اور آپ کے متعلقین کا کبھی کچھ نہ بگڑے۔

یہ سن کر چوہدری صاحب غضب آلود لہجہ میں بولے کہ ”ہمیں تم سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی تمہارے مرزا سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ تو نے ہمیں کیا سمجھا ہے؟ ہم کسی کے محتاج نہیں“۔

مَیں نے عرض کیا چوہدری صاحب! انسان اللہ تعالیٰ کا تو ہر وقت اور ہر آن محتاج ہے بلکہ عالم موجودات کا ذرہ ذرہ اس کا محتاج ہے۔ انفسی طور پر بھی اور آفاقی طور پر بھی۔ اگر اس کے قویٰ، حواس اور اعضاء میں سے کوئی جاتا رہے یا اس میں اختلال واقع ہو جائے تو انسان اس نقصان کی تلافی محض اپنے ارادہ اور طاقت سے نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ہوا، پانی، آگ وغیرہ کی ہر وقت انسان کو ضرورت ہے۔

یہ سن کر چوہدری فضل داد صاحب کہنے لگے:

”سُن او مرزائیا: مَیں تجھے اور تیرے مرزا کو کچھ نہیں سمجھتا۔ میری گاؤں میں بڑی جائیداد ہے اور ایک وسیع قطعہ اراضی کا مالک ہوں“۔ مَیں نے کہا کیا آپ کی جائیداد مصر کی مملکت سے بھی زیادہ ہے۔ کہنے لگے: ”اتنی نہ سہی لیکن پھر بھی ایک گاؤں کے بہت سے حصّہ کا مالک ہوں“۔

مَیں نے کہا کہ اگر آپ دنیوی حکومت کو لگان نہ دیں تو وہ آپ کو اس اراضی سے بے دخل کر سکتی ہے۔ تو خدائے ذوالجلال کی حکومت کیا کچھ نہیں کر سکتی۔ کیا اس کے اختیار میں نہیں کہ جس کو چاہے حکومت کے تخت پر فائز کرے اور جس کو چاہے حکومت سے بیدخل کر دے۔ اس پر چوہدری صاحب کہنے لگے:

”کیا تُو اور تیرا مرزا خدا ہے جو مجھے میری مملکت سے بے دخل کر دیں گے“۔

مَیں نے عرض کیا کہ مَیں اور میرے پیشوا کسی کو جائیداد سے بیدخل کرنا نہیں چاہتے بلکہ ہماری خواہش ہے کہ دنیوی حسنات کے ساتھ اُخروی برکات بھی لوگوں کو حاصل ہوں۔ ہاں جو شخص خدا کے مقدس اور برگزیدہ ماموروں کی توہین کا ارتکاب کرتا ہے وہ خدائی گرفت میں بھی آتا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کے ساتھ تو خدا تعالیٰ کا خاص وعدہ ہے کہ ”اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ“ یعنی جو آپ کی اہانت کا ارادہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت ہے جو وہ اپنے پاک مسیح کے لئے رکھتا ہے۔

یہ سن کر چوہدری صاحب کہنے لگے کہ: ”تمہیں کچھ طاقت حاصل ہے تو میرا کچھ بگاڑ کر دکھاؤ“۔ مَیں نے عرض کیا کہ مَیں تو کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن اگر آپ کی یہی خواہش ہے تو اُس کو پورا کرنے والی ایک ہستی ایسی ہے جو اپنی حکمت اور مصلحت سے ایسا بھی کر سکتی ہے۔ اس پر چوہدری صاحب اونچی آواز سے دشنام طرازی کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ ”اس مرزائی کافر کو مَیں کیا سمجھتا ہوں اور یہ کیا چیز ہے“ وہاں سے چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اس اہانت آمیز گفتگو کے چند روز بعد چوہدری صاحب مذکور لاہور گئے اور جاتے ہی ایک طوائف کے چنگل میں پھنس گئے اور اس کو طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر اپنے گاؤں موضع چکریاں میں لے آئے۔ وہ عورت کچھ عرصہ تک وہاں رہی اور چوہدری فضلداد کی عزت و دولت برباد کر کے واپس لاہور چلی گئی۔

جو خطیر رقم ادھر اُدھر سے اکٹھی کر کے چوہدری فضل داد نے اس عورت پر خرچ کی تھی اب اس کی واپسی کا تقاضا شروع ہوا اور ان کے خلاف مقدمہ کی صورت پیدا ہو گئی یہاں تک کہ اس ذلت آمیز حالت میں ان کو اپنا آبائی وطن سے روپوش ہونا پڑا اور وہ جائیداد جس پر ان کو بڑا ناز تھا کچھ اس ساحرہ نے لوٹ لی اور باقی مقدمات کی نذر ہو گئی۔ غرضیکہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہر طرح کی ذلّت اور نکبت کا شکار ہو گئے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار۔

(حیات قدسی حصہ چہارم صفحہ ۱۲ تا ۱۵)

❁❁❁❁❁

غزل

جب تری انتہا نہیں کوئی
آسمانوں کی شرط کیسی ہے

تو نے آنا ہے میرے گھر میں آ
یہ مکانوں کی شرط کیسی ہے

جب ہوا تیرے اختیار میں ہے
بادبانوں کی شرط کیسی ہے

مانگنا ہے تو کھل کے مانگو یار
دو جہانوں کی شرط کیسی ہے

جان دو گے تو مہرباں ہوں گے
مہربانوں کی شرط کیسی ہے

یہ جو آدم ہے ابنِ آدم ہے
خاندانوں کی شرط کیسی ہے

تو کہ پابند رسمِ دنیا نہیں
پھر زمانوں کی شرط کیسی ہے

(آصف محمود باسطؔ)

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

یورپی یونین- بدلتی تصویریں

(زبیر خلیل خان- جرمنی)

یورپی یونین جس میں پندرہ اقوام نے معاشی اور سیاسی معاملات میں اشتراک کا عزم کر رکھا ہے۔اس میں جلد ہی دس نئے ممالک شامل ہورہے ہیں۔یوروپی یونین کی پچاس سالہ تاریخ میں یہ سب سے تیز ترین تبدیلی ہے اور بہت ہی دوررَس نتائج کی حامل ہوگی۔

یکم رجنوری ۱۹۹۹ء کو سنگل کرنسی کے اجراء اور مئی ۲۰۰۴ء میں دس نئے ممالک کی یونین میں شمولیت کی وجہ سے جہاں یونین کے لئے بہت زیادہ مواقع میسر ہوں گے وہاں یونین پر دباؤ بھی بہت زیادہ بڑھ جائے گا۔یورپی کمیشن کے صدر جناب Gaston Thorn کے مطابق اب وقت آ گیا ہے کہ یورپ کے تمام قائدین کو بہت ہی اہم قسم کے فیصلے کرنے ہوں گے۔ان فیصلوں میں یونین کو بڑھانے کے علاوہ مختلف اداروں کے مستقبل کے بارہ میں بھی واضح اور حتمی فیصلے کرنے ہوں گے اور اس طرح یہ فیصلہ بھی کرنا پڑے گا کہ مجوّزہ اداروں کو مستحکم کیسے کیا جاسکتا ہے۔

اس وقت یونین کے پندرہ ممالک اس امر پر متفق ہیں کہ یونین کے مستقبل کو سنوارا جائے۔تاہم سنوارنے کے اس عمل میں ہر ملک کا جذبہ اور سرگرمی مختلف ہے۔دس نئے ممالک کی شمولیت جن میں اکثریت سابقہ کمیونسٹ بلاک سے آرہی ہے ان ممالک سے تعلقات کے بارہ میں پہلے سے موجود ممالک کے رویوں میں خاصا فرق دیکھنے میں آ رہاہے۔نئے شامل ہونے والے ممالک کی ضروریات اور ترجیحات ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں۔اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یونین کا ہر ملک ان نئے ممالک کی ضروریات اور ترجیحات کو مطلوبہ اہمیت دیتا بھی ہے یا نہیں۔سنگل کرنسی کی مثال سب کے سامنے ہے۔ ۱۵ ممبر ممالک میں سے ۱۲ ممالک نے اسے تسلیم کیا ہے جب کہ برطانیہ، ڈنمارک اور سویڈن اسے اپنانے پر ابھی آمادہ نہیں ہیں۔یونین میں موجود ممالک کے رویّوں کی وجہ سے اب ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ جیسے ممبر ممالک دو طبقات میں تقسیم ہورہے ہیں۔ایک طبقہ وہ ہے جو کہ ہر حالت میں یونین کا استحکام اور اس کی کامیابی کا خواہاں ہے۔جبکہ دوسرا طبقہ سست روی کا مظاہرہ کرکے پیچھے رہ جانا چاہتا ہے۔کچھ ایسے ہی خیالات کا اظہار فرانس کے صدر نے ۲۷رجون ۲۰۰۰ء میں جرمن پارلیمنٹ سے خطاب میں بھی کہا تھا کہ بعض ممالک تیزی کے ساتھ یورپی یونین کے اہداف کو حاصل کرنا چاہتے ہیں جبکہ بعض ممالک سست روی کا مظاہرہ کررہے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا یورپ دو حصوں میں تقسیم ہوجائے گا۔ایک بلاک معاملات کو تیزی سے طے کرنے کا حامی ہے جب کہ دوسرا بلاک سست روی کا شکار ہے۔

برطانوی وزیراعظم ایڈورڈ ہیتھ جن کے دورحکومت میں برطانیہ یورپی یونین میں شامل ہوا تھا اس کے مطابق اگر سربراہان چاہیں تو تمام ممالک ایک جیسی رفتار کے ساتھ یونین کے اہداف حاصل کرسکتے ہیں۔تاہم یورپین کمیشن کے صدر کے مطابق تیز رفتاری اور سست روی دو حقیقتیں ہیں جو کہ یورپی ممالک میں نظر آرہی ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ بعض معاملات جلد تبدیل نہ ہوسکیں گے۔ پھر بھی یونین کے معاملات میں بہتری پیدا ہوسکتی ہے۔لیکن اگر صرف سست روی کا مظاہرہ جاری رہا تو پھر کبھی بھی کچھ بھی حاصل نہ ہوسکے گا۔

۱۹۴۵ء میں جنگ عظیم دوئم کے تباہ کن اثرات کے بعد یورپی یونین کا تصور حقیقی رنگ میں سامنے آیا تھا۔ ۱۹۵۱ء میں پیرس میں ہونے والے معاہدہ (Treaty of Paris) میں تفصیلات طے کی گئیں۔شروع میں مغربی جرمنی، فرانس، لکسمبرگ، بلجیم، ہالینڈ اور اٹلی نے معاہدہ پر دستخط کئے اور اس کو European Coal & Steel Community (ECSC) کا نام دیا گیا۔

تمام ممبر ممالک میں موجود کوئلے اور اسٹیل کے ذخائر کے استعمال کو ایک بالا اتھارٹی کے زیر انتظام دے دیا گیا۔ممبر ممالک کے نظریہ کے مطابق کسی بھی جنگ کے لئے انہی دو اشیاء کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ ان وسائل کو یکجا کردیا گیا تاکہ ممبر ملک کبھی بھی ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہ کرسکیں۔

چھ سال بعد روم میں یورپین اکنامک کمیونٹی (European Economic Community) کا قیام عمل میں آیا۔بعدازاں یورپ کے ۹ مزید ممالک اس میں شامل ہوگئے جس میں ڈنمارک، برطانیہ، آئر لینڈ، یونان، اسپین، پرتگال، آسٹریا، فن لینڈ اور سویڈن شامل ہیں۔اس طرح یونین کے ممبر ممالک کی تعداد ۱۵ ہوگئی۔ بعدازاں یونین کے ممالک کے درمیان ۱۹۹۵ء میں Schengen Agreement ہوا۔ ۱۹۹۶ء میں Maastricht Act کا نفاذ ہوا۔اور پھر ۱۹۹۷ء میں ایمسٹرڈیم ٹریٹی کے ذریعہ ممبر ممالک ایک دوسرے کے اور نزدیک آ گئے۔ دسمبر ۲۰۰۲ء میں کوپن ہیگن میں ہونے والی میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ دس نئے ممالک کو یونین میں شامل کیا جائے۔ اور مئی ۲۰۰۴ء سے یہ تعداد ۲۵ ہو جائے گی۔ نئے شامل ہونے والے ممالک میں Malta, Slovenia, Slovakia, Czech Repub.,Hungry, Poland, Estonia, Lithuania, Latvia اور Cypress شامل ہیں۔

رومانیہ اور بلغاریہ کو ۲۰۰۷ء میں شامل کرلیا جائے گا جبکہ ترکی کی درخواست پر دسمبر ۲۰۰۴ء میں دوبارہ غور کیا جائے گا۔بشرطیکہ وہاں انسانی حقوق کی پامالی کا ریکارڈ خراب نہ دکھلایا گیا ہو۔مئی ۲۰۰۴ء میں یورپی یونین میں شامل ممالک کی انسانی آبادی ۴۵۰ ملین تک پہنچ جائے گی۔یونین کے صدر کے مطابق نئے ممالک کی شمولیت کی وجہ سے مسائل دن بدن بڑھتے چلے جائیں گے اور بعض اہم فیصلہ جات کرنے میں بہت زیادہ مشکلات پیش آئیں گی۔مثلاً ۱۹۸۵ء میں کئے گئے شنگن معاہدہ میں برطانیہ اور آئر لینڈ ابھی تک شامل نہیں ہوئے اور انہوں نے اپنا بارڈر کنٹرول جاری رکھا ہوا ہے۔اسی طرح آسٹریا میں یونین کی مخالف پارٹی کا اثر و نفوذ بڑھتا جارہا ہے۔

سنگل کرنسی کا نفاذ بھی ابھی تک مشکل کا شکار ہے اور تمام ممالک اس میں شامل نہیں ہوئے۔اور ایک فیصلہ کے مطابق ۲۰۰۳ء کے اختتام تک یونین نیٹو (NATO) کے علاوہ اپنی سریع الحرکت فوج قائم کرنا چاہتی ہے جس کی تعداد ۶۰ ہزار ہوگی اور وہ ۶۰ دنوں کے اندر اپنے اہداف پر کارروائی شروع کرسکے گی۔ممبر ممالک نے ایک لاکھ فوجی، ۱۰۰ بحری جہاز اور ۴۰۰ لڑاکا طیارے مہیا کرنے کا وعدہ کر بھی دیا ہے۔تمام تفصیلات تو طے نہیں ہوسکیں لیکن جرمنی کی طرف سے ۱۳۵۰۰ اور فرانس اور برطانیہ کی طرف سے ۱۲۵۰۰ فوجی، اسی طرح دیگر ممبر ممالک کی طرف سے بھی فوجی مہیا کرنے کا عندیہ دیا گیا ہے۔ ڈنمارک واحد ملک ہے جس نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔امریکہ کی طرف سے اس نئے قدم پر تحفظات کا اظہار کیا جارہا ہے۔گو یونین کے ممبران نیٹو کے تحفظات کی یقین دہانیاں کروا رہے ہیں لیکن امریکہ شک و شبہ میں مبتلا ہے۔ امریکہ کے قریبی حلیف برطانیہ میں حزب مخالف نے اعلان کر بھی دیا ہے کہ اگر وہ برسر اقتدار آ گئے تو وہ اس معاہدہ سے دستبردار ہوجائیں گے اور صرف اور صرف نیٹو میں شرکت کریں گے۔

برسلز میں ہونے والے تازہ ترین اجلاس میں بھی آئینی معاملات پر بعض ممبر ممالک کے اختلافات واضح طور پر سامنے آئے ہیں۔یورپی کمیشن کے صدر کے مطابق وقت کے ساتھ ساتھ یہ مشکلات اور اختلافات بڑھتے ہی جائیں گے اور تمام معاملات کو چلانا اتنا آسان نہیں ہوگا۔

گہرائی میں تجزیہ کرنے والے بعض ماہرین کے نزدیک یورپی یونین برادری میں دراصل جرمنی اور فرانس بنیادی کردار ادا کررہے ہیں۔اور ایسا ہونا بھی ضروری ہے کہ متحدہ یورپ کا نظریہ دراصل فرانس اور جرمنی کا ہی نظریہ ہے۔ یورپی کمیشن کے سربراہ کے مطابق متحدہ یورپ میں فرانس اور جرمنی قائدانہ کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اور ان کی خواہش ہے کہ اس پر باقی ممالک ان کی ہاں میں ہاں ملاتے چلے جائیں۔آنے والے وقت یورپی یونین کی بدلتی ہوئی تصویر کس رنگ میں ابھرے گی اس کا حال عالم الغیب ہی جانتا ہے۔

❋❋ ❋❋

دنیائے طب

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی۔لندن)

مردہ خلیات کا علاج

ہم جانتے ہیں کہ موت کا علاج نہیں۔ چنانچہ ہارٹ اٹیک یعنی دل کے حملے کے بعد دل کے جو خلیات مرجاتے ہیں وہ پھر زندہ نہیں ہوسکتے۔اور دل کو مستقل طور پر کمزور چھوڑ دیتے ہیں۔بقیہ دل اس کمزوری کو کسی حد تک اس طرح دور کردیتا ہے کہ کمزور حصہ کے اردگرد کے خلیات زیادہ مضبوط ہوجاتے ہیں۔اس طرح گردوں کی بیماری میں جب گردوں کے خلیات (خصوصاً جو خون کو صاف کرکے پیشاب بنانے سے تعلق رکھتے ہیں) مرجاتے ہیں تو پھر یہ نقصان بھی مستقل ہوتا ہے۔اسے بھی کسی حد تک گردوں کے بقیہ صحتمند خلیات اپنی صلاحیت بڑھانے کر پورا کردیتے ہیں۔دماغ کا معاملہ ذرا مختلف ہے۔یہاں پر خلیات کی موت کے بعد اردگرد کے خلیات اس نقصان کی تلافی نہیں کرسکتے۔اس لئے نقصان یا کمزوری مستقل ہوتی ہے۔ سائنسدان اور محققین بڑی دیر سے اس کوشش میں ہیں کہ ان مردہ خلیات کا کیسے علاج ہو سکے۔ان کی سوچ انسان سے کم درجہ جانوروں کی طرف جاتی ہے جو مردہ خلیات کا علاج اس طرح کرتے ہیں کہ اس قسم کے نئے خلیات پیدا کرلیتے ہیں۔مثلاً گھر میں جو مکڑی دیوار و پر چلتی نظر آتی ہے اسے ہی لے لیں۔ اگر آٹھ میں سے دو یا تین کی ٹانگیں کاٹ دیں تو کچھ دنوں کے بعد وہ بالکل صحیح اعضاء دوبارہ اگا لیتی ہیں۔اسی طرح چھپکلی اپنی دُم کو جسم سے الگ کرلیتی ہے جب اسے کوئی خطرہ لاحق ہو اور یہ دُم پھر سانپ کی طرح ہلتی ہے۔اس حرکت سے جو جانور چھپکلی پر حملہ آور ہوتا ہے اس کی توجہ دُم کی طرف ہوجاتی ہے اور چھپکلی جان بچا کر بھاگ جاتی ہے۔ پھر چند دنوں کے بعد اس کی ایک نئی دم بن جاتی ہے جو وہی پہلی والی صلاحیت رکھتی ہے۔

مینڈک کے بازو یا پاؤں اگر کٹ جائے تو چند دنوں کے بعد نیا بازو یا پاؤں اسی جگہ پیدا ہوجاتا ہے۔ قدرت کے اس فعل پر کئی سال تحقیق جاری رہی اور آخر یہ معلوم ہوا کہ جسم کا ہر خلیہ اپنے اندر جسم کا کوئی بھی عضو بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔صرف یہ ہوتا ہے کہ جوں جوں حیوانات نے ارتقائی ترقی کی یہ صفت آہستہ آہستہ ختم ہوتی گئی حتی کہ انسان میں جو ارتقاء کی انتہا ہے یہ صلاحیت سب سے کم ہے۔لیکن ماں کے پیٹ میں انسان کا آغاز ایک ہی خلیے سے ہوتا ہے جس کے ذریعہ ایسے خلیے پیدا ہوتے ہیں جن کا نام Stem Cells یعنی بنیادی خلیے ہے۔ ان بنیادی خلیوں کی خصوصیت یہ ہے کہ انہیں انسانی نقشہ کی بنیادوں میں جہاں بھی ڈال دیا جائے یہ وہاں پر نقشہ کے مطابق عمارت بنائیں گے۔مثلاً اگر انہیں دماغ کے حصہ میں ڈال دیا جائے تو وہ دماغ بنائیں گے۔اور اگر انہیں جگر کی بنیادوں میں ڈالا جائے تو وہ جگر بنادیں گے وغیرہ۔ یہ بنیادی خلیات انسان کو تخلیق کرلینے کے بعد غائب نہیں ہوتے بلکہ موجود رہتے ہیں۔ہڈیوں کے مغز میں جہاں Bone Marrow ہوتی ہے وہاں یہ پائے جاتے ہیں۔

منطقی بات ہے کہ اگر بنیادی خلیات نے پورا عضو تشکیل دیا تو پھر ممکن ہے کہ اگر انہیں پھر سے ابھارا جائے تو اس عضو کو دوبارہ تشکیل دے سکیں گے۔ اس منطق کی روشنی میں پچھلے سال دل پر تجربہ کیا گیا۔جرمنی کے شہر ڈرسلڈورف میں ایک شخص کے بنیادی خلیات کو اس کے خون سے اکٹھا کیا گیا۔اس شخص کو اس سے قبل دل کا حملہ ہو چکا تھا اور دل کا ایک حصہ مفلوج تھا۔ جو رگ مفلوج حصہ کو جاتی ہے اسے ایک طرف سے بند کرکے دوسری طرف سے بنیادی خلیات رگ میں داخل کئے گئے تاکہ یہ مفلوج شدہ حصہ سے براہ راست مل سکیں۔ دس دن کے بعد جب پہلی حالت سے موازنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ دل کی کارکردگی میں خاصا اضافہ ہوا ہے اور دل کا جو مفلوج شدہ حصہ تھا اس میں ایک تہائی کی کمی واقع ہوئی ہے۔اس سے اندازہ لگایا گیا کہ بنیادی خلیات میں سے کچھ دل کے خلیات میں تبدیل ہوگئے اور اس طرح انہوں نے مردہ خلیات کی جگہ لے لی۔تاہم اس پر ابھی بہت تحقیق باقی ہے۔

❋❋❋❋❋

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

افراد جماعت احمدیہ میں پاک تبدیلیوں کے ایمان افروز نظارے

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا قول ہے:
"ہر ایک درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
"اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اس کی روشنی سے شناخت کروگے"۔

حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کے نتیجہ میں جو پاکیزہ تبدیلیاں افراد میں پیدا ہوئیں ان کا مختصر ذکر روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۸؍ و ۲۹؍جون ۲۰۰۳ء کے شماروں میں مکرم عبدالسمیع خانصاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

نماز اور دعا

حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کو نماز باجماعت کا اس قدر خیال تھا کہ شدید بیماری میں بھی نماز باجماعت ادا کرتے۔ آخری بیماری میں ایک دن بخار کی حالت میں مسجد تشریف لے گئے تھرمامیٹر لگایا گیا تو بخار 105 درجہ تھا۔

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نماز باجماعت کے ایسے پابند تھے کہ آخری عمر میں جب کہ چلنا بھی مشکل ہو گیا تھا آپ نماز باجماعت پڑھتے تھے اور کبھی اس میں ناغہ نہ کرتے تھے۔

حضرت منشی محمد اسمعیلؓ فرماتے تھے کہ مجھے صرف ایک نماز یاد ہے جو میں نماز باجماعت ادا نہیں کر سکا وہ بھی مسجد سے ایک ضروری حاجت کے لئے واپس آنا پڑا تھا۔

حضرت منشی امام دین صاحبؓ اور آپ کی زوجہ محترمہؓ ہر جمعہ کے روز صبح گاؤں سے پیدل چل کر قادیان آتے جمعہ پڑھتے اور پھر پیدل واپس جاتے۔

انگلستان میں مکرم بلال نٹل صاحب جب احمدی ہوئے تو انہوں نے اپنے لئے "بلال" نام کا انتخاب کیا اور پھر حضرت بلالؓ ہی کے تتبع میں انہوں نے نماز کیلئے اذان دینے میں ایک خاص نام پیدا کیا۔ انہیں سچ مچ نماز کیلئے بلانے کا ازحد شوق تھا۔

سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست دہلی کی گواہی ہے: ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ احمدی ہونے کیلئے یہ لازمی ہے وہ نماز روزہ، زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کا عملی طور پر پابند ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
"میں حلفاً کہتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لاتے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں"۔

محبت قرآن

حضرت مسیح موعودؑ کے کئی صحابہ نے پہلے بزرگوں کی اتباع میں بڑی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ اُن میں حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحبؓ اور حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اطاعت امام

حضرت مسیح موعودؑ ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں لیکچر دے رہے تھے کہ بابا کریم بخش صاحب سیالکوٹی کسی کام کے لئے باہر گئے۔ واپس آ رہے تھے کہ حضور کے یہ الفاظ ان کے کان میں پڑے کہ "بیٹھ جاؤ" جو حضورؑ مسجد کے اندر موجود لوگوں سے فرما رہے تھے۔ وہ یہ الفاظ سنتے ہی وہیں بازار میں بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے مسجد اقصیٰ کی سیڑھیوں پر پہنچے اور حضور کی تقریر سنی۔

حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ ایک دفعہ مسجد مبارک قادیان میں ظہر کی نماز سے پہلے سنتیں پڑھ رہے تھے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے بیت الفکر کے اندر سے انہیں آواز دی تو وہ نماز توڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ 1892ء میں جالندھر تشریف لے گئے تھے۔ حضور کی رہائش بالائی منزل پر تھی۔ کسی خادمہ نے گھر میں حقہ رکھا اور چلی گئی۔ اسی دوران حقہ گر پڑا اور بعض چیزیں آگ سے جل گئیں۔ حضور نے اس بات پر حقہ پینے والوں سے ناراضگی اور حقہ سے نفرت کا اظہار فرمایا۔ یہ خبر جب نیچے بیٹھے ہوئے احمدیوں تک پہنچی جن میں سے کئی حقہ پیتے تھے اور ان کے حقے بھی مکان میں موجود تھے۔ انہیں جب حضور کی ناراضگی کا علم ہوا تو سب حقہ والوں نے اپنے حقے توڑ دیئے اور حقہ پینا ترک کر دیا۔ جب عام جماعت کو بھی معلوم ہوا کہ حضور حقہ کو ناپسند فرماتے ہیں تو بہت سے باہمت احمدیوں نے حقہ ترک کر دیا۔

مرزا احمد بیگ صاحب ساہیوال روایت کرتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دفعہ میرے ماموں مرزا غلام اللہ صاحب سے فرمایا کہ مرزا صاحب دوستوں کو حقہ چھوڑنے کی تلقین کیا کریں۔ ماموں صاحب خود حقہ پیتے تھے انہوں نے حضور سے عرض کیا بہت اچھا حضور۔ گھر آ کر اپنا حقہ جو دیوار کے ساتھ کھڑا تھا اسے توڑ دیا۔ ممانی جان نے سمجھا کہ آج شاید حقہ دھوپ میں پڑا رہا ہے اس لئے یہ فعل ناراضگی کا نتیجہ ہے۔ لیکن جب ماموں نے کسی کو کچھ بھی نہ کہا تو ممانی صاحبہ نے پوچھا آج حقے پر کیا ناراضگی آ گئی تھی؟ فرمایا مجھے حضرت صاحب نے حقہ پینے سے لوگوں کو منع کرنے کی تلقین کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے اور میں خود حقہ پیتا ہوں اس لئے پہلے اپنے حقہ کو توڑا ہے۔ چنانچہ ماموں صاحب نے مرتے دم تک حقے کو ہاتھ نہ لگایا اور دوسروں کو بھی حقہ چھوڑنے کی تلقین کرتے رہے۔

حضرت منشی برکت علی خاں صاحبؓ شملہ میں ملازم تھے۔ احمدی ہونے سے پہلے انہوں نے ایک لاٹری ڈالی ہوئی تھی وہ لاٹری نکلی تو ساڑھے سات ہزار روپے کی رقم ان کے حصے میں آئی۔ انہوں نے حضور علیہ السلام سے پوچھا تو حضورؑ نے اسے جُوا قرار دیا اور فرمایا اپنی ذات پر ایک پیسہ بھی خرچ نہ کریں۔ چنانچہ حضرت منشی صاحبؓ نے وہ ساری رقم غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:
"یورپ کے بعض احمدی دکانداروں کے متعلق مجھے معلوم ہوا کہ اُن کے ہوٹل کے کاروبار ہیں اور وہاں شراب بھی بکتی ہے چنانچہ جب میں نے اس کا سختی سے نوٹس لیا کہ آپکو یہ کاروبار چھوڑنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی بھاری تعداد ایسی تھی جنہوں نے اس کاروبار کو ترک کر دیا بعضوں کو خدا تعالیٰ نے فوراً بہتر کاروبار بھی عطا کئے بعضوں کو ابتلاء میں بھی ڈالا۔ وہ لمبے عرصہ تک دوسرے کاروبار سے محروم رہے لیکن وہ پختگی کے ساتھ اپنے فیصلے پر قائم رہے"۔

اتباع شریعت

ایک دفعہ نماز کے بعد حضرت مصلح موعودؓ مسجد سے باہر تشریف لے جانے لگے تو دروازہ کے قریب ایک صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ حضورؓ وہاں کھڑے ہو گئے اور جب تک وہ صاحب نماز پڑھتے رہے آپؓ وہیں کھڑے رہے اور نمازی کے فارغ ہونے کے بعد تشریف لے گئے۔

سیرالیون کے علی روجرز نے احمدیت قبول کی تو اس وقت وہ جوان تھے اور ان کی بارہ بیویاں تھیں۔ جماعت کے مربی مولانا نذیر احمد صاحب علی نے انہیں فرمایا کہ اب آپ احمدی ہو چکے ہیں اسلئے قرآنی تعلیم کے مطابق چار بیویاں رکھ سکتے ہیں باقی کو طلاق اور نان نفقہ دے کر رخصت کر دیں۔ انہوں نے نہ صرف اس ہدایت پر فوراً عمل کیا بلکہ مربی سلسلہ کے کہنے پر ادھیڑ عمر چار بیویاں اپنے پاس رکھیں اور نوجوان بیویوں کو رخصت کر دیا۔

مسابقت فی الخیرات

1923ء میں ہندوؤں نے شدھی تحریک شروع کی تو اس کے خلاف احمدیہ جماعت کی کوششوں میں بچے بھی بڑوں سے پیچھے نہیں رہے۔ 5 سالہ بچے بھی ملکانہ کے علاقوں میں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ ایک بارہ سالہ بچے نے اپنے والد کو لکھا کہ اسلام کی خدمت کرنا بڑوں کا ہی نہیں ہمارا بھی فرض ہے۔ اس لئے جب آپ تبلیغ کے لئے جائیں تو مجھے بھی لے چلیں اور اگر آپ نہ جائیں تو مجھے ضرور بھیج دیں۔

حیرت انگیز تبدیلی

حضرت منشی محمد اسماعیل صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر کے اپنے شہر سیالکوٹ واپس گئے تو یکدم لوگوں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنی سابقہ لغو عادات یعنی تاش کھیلنا اور بازار میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا سب چھوڑ دیا ہے اور نماز تہجد باقاعدہ شروع کر دی ہے۔ ان کے حالات میں اس قدر غیر معمولی تغیر دیکھ کر سب بہت حیران ہوئے۔

انگریز احمدی محترم بشیر احمد صاحب آرچرڈ 1944ء میں احمدیت میں داخل ہوئے۔ قادیان میں کچھ عرصہ دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد زندگی وقف کر دی۔ احمدیت قبول کرتے ہی ان کی زندگی میں ہمہ گیر انقلاب واقع ہوا۔ عبادات الٰہی اور

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲؍جون ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

آنکھ ہے نمناک ، دل مسرور ہے
ربّ تعالیٰ کو یہی منظور ہے
ایک ہی مشعل کی کرنیں ذی وقار
وہ بھی تھا اِک نُور یہ بھی نُور ہے
وہ غنی تھا یہ سخی ابن سخی
وہ مظفر تھا تو یہ منصور ہے
ہم وفا دارِ امامِ وقت ہیں
چار پشتوں سے یہی منشور ہے

……❁……❁……❁……

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۸؍جون ۲۰۰۳ء کی زینت مکرمہ امۃالباری ناصر صاحبہ کی ایک طویل نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

ٹی-وی کھولیں تو ترا چہرہ نظر آتا ہے
کان میں رَس تری آواز کا گھل جاتا ہے
تم یہیں ہو یہ تصور ہمیں بہلاتا ہے
پر نہیں ہو یہ حقیقت بھی بہت یاد آئے
مَیں بہت روئی مجھے آپ بہت یاد آئے
اک فقط مَیں ہی جدائی پہ نہیں ہوں دلگیر
ایک دنیا ہے ترے حسن کی احساں کی اسیر
لوگ یوں تڑپے ہیں، روئے ہیں، نہیں کوئی نظیر
سب کو جوان سے تعلق تھا وہ سب یاد آئے
مَیں بہت روئی مجھے آپ بہت یاد آئے

دعاؤں میں بے انتہا شغف پیدا ہوگیا۔ان کے قادیان کے پہلے دورہ کا سب سے پہلا ثمرہ ترک شراب نوشی اور جوئے سے توبہ تھی۔

مکرم مولانا بشیر احمد صاحب قمر بیان کرتے ہیں کہ خاکسار جماعت احمدیہ غانا کے افراد کے ساتھ ایک عید کی نماز کے بعد پیراماؤنٹ چیف سے ملنے گیا۔وہ اپنے سرکردہ افراد کے ساتھ ہمارے انتظار میں تھے۔ جب ہم اندر داخل ہوئے تو تین صد احمدی دوستوں نے چیفوں کے سامنے بڑے جوش سے گانا گاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احسانات اور احمدیت کی برکات کا ذکر کیا کہ ہم بت پرست اور مشرک تھے۔ ہمیں حلال و حرام اور نیکی بدی کا کوئی علم نہ تھا۔ ہماری زندگی بالکل حیوانی تھی ہم وحشی تھے۔ شراب کو پانی کی طرح پیتے تھے۔احمدیت نے ہمیں سیدھا راستہ دکھایا اور ہماری بدیاں ہم سے چھوٹ گئیں اور ہم انسان بن گئے۔ یہ لوگ اپنے ہی شہر کے ایک پیراماؤنٹ چیف اور دیگر اکابر کے سامنے جو اُن کی سابقہ عادات و اخلاق سے پوری طرح واقف تھے اپنی تبدیلی بڑی تحدی کے ساتھ بیان کر رہے تھے اور جماعت کی صداقت کے طور پر پیش کر رہے تھے۔

امریکہ میں ایک بہت بڑے موسیقار احمدی ہوئے جن کے متعلق ماہرین کا خیال تھا کہ یہ اس زمانہ کے عظیم الشان میوزیشن بنیں گے۔ لیکن وہ احمدی ہوئے تو نہ میوزک کی پرواہ کی،نہ میوزک کے ذریعہ آنے والی دولت کی طرف لالچ کی نظر سے دیکھا۔ سب کچھ یک قلم منقطع کردیا اور اب وہ درویشانہ زندگی گزارتے ہیں۔ باقاعدگی کے ساتھ نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ کا نام لیتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

افریقہ کے PAGEN مذاہب کے پیروکاروں کے اندر بہت سی گندی رسمیں اور عادتیں عام پائی جاتی ہیں۔ مگر احمدیت کے اندر داخل ہوتے ہی وہ ان بدرسموں پر تنسیخ کی لکیر پھیر دیتے ہیں اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ایسی رپورٹیں بھی آئیں کہ شراب کے پرانے رسیا ایک دم شراب سے نفرت کرنے لگ گئے اور اس کا دوسروں پر بہت گہرا اثر ہوا اور جب وہ اس بات کا تذکرہ کرتے ہیں تو مولوی کہتے ہیں کہ احمدیت نے ان پر جادو کردیا ہے اور اس وجہ سے انہوں نے شراب چھوڑدی۔

اخبار سٹیٹسمین دہلی کے ایڈیٹر لکھتے ہیں: ”قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا جس نے اپنے گرو پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں“۔

شوق قربانی

حضرت مولوی نعمت اللہ صاحبؓ کو کابل میں 1924ء میں شہید کیا گیا۔ شہادت سے پہلے انہوں نے قید خانہ سے ایک احمدی دوست کو خط لکھا جس میں فرمایا: ”میں ہر وقت قید خانہ میں خدا سے یہ دعا کرتا ہوں کہ الٰہی اس نالائق بندہ کو دین کی خدمت میں کامیاب کر۔ میں نہیں چاہتا کہ مجھے قید خانہ سے رہائی بخشے بلکہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ الٰہی اس نالائق کے وجود کا ذرہ ذرہ احمدیت پر قربان کردے“۔

ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کو شہید کیا گیا تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں لکھا: ”ہم اس (شہادت) کے نتیجہ میں ڈرے نہیں، مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل میں شہادت کا جذبہ پہلے سے کئی گنا بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے میرا ایک بھائی شہید کیا ہے مگر مَیں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ میری ساری اولاد بھی اس راہ میں شہید ہوتی چلی جائے تو مجھے اس کا دکھ نہیں ہوگا“۔ خدا تعالیٰ نے اُن کی آرزو سن لی اور جلد ہی انہیں بھی شہادت کا رتبہ عطا فرمادیا۔

1947ء میں قادیان کی حفاظت کے لئے ایک احمدی خاتون نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور جاتے ہوئے یہ وصیت کی ”بیٹا دیکھنا پیٹھ نہ دکھانا“ سعادت مند بیٹے نے ماں کے اس فرمان کی لاج رکھ لی اور شہادت سے چند لمحے پہلے اپنی ماں کے نام یہ پیغام دیا ”میری ماں سے کہہ دینا کہ تمہارے بیٹے نے تمہاری وصیت پوری کردی ہے اور لڑتے ہوئے مارا گیا ہے“۔

مصائب و شدائد کی برداشت

حضرت مسیح موعودؑ دعویٰ کے بعد ایک دفعہ دہلی تشریف لے گئے وہاں سے آپ نے کپورتھلہ کے تین دوستوں حضرت منشی ظفر احمد صاحب، حضرت منشی اروڑا صاحب اور حضرت محمد خان صاحب کو خط لکھا کہ یہاں کے لوگ اینٹ پتھر بہت پھینکتے ہیں اور اعلانیہ گالیاں دیتے ہیں۔ میں بعض دوستوں کو اس ثواب میں شامل کرنا چاہتا ہوں اسلئے تینوں صاحب فوراً آجائیں۔ یہ تینوں بزرگ اس وقت کچہری میں تھے۔ وہاں سے گھر گئے بغیر سیدھے دہلی جانے کے لئے روانہ ہوگئے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ وہاں پہنچ کر ہمیں پتہ چلا کہ لوگ حضور کی رہائش گاہ پر روزانہ صبح و شام گالی گلوچ کرتے تھے اور ہجوم اینٹ پتھر پھینکتا تھا۔

1923ء میں کارزار شدھی گرم کیا گیا تو احمدی مبلغین کا یہ حال تھا کہ وہ تیز چلچلاتی دھوپ میں کئی کئی میل روزانہ پیدل سفر کرتے۔ بعض اوقات کھانا تو الگ پانی بھی نہیں ملتا تھا۔ اکثر اوقات کچا پکا باسی کھانا کھاتے یا بھنے ہوئے چنے کھالیتے اور پانی پی کر گزارہ کرتے۔ بعض اوقات ستو رکھے ہوئے ہوتے تھے۔ اور انہیں پر گزارہ کرتے۔ صوفی عبدالقدیر صاحب سولہ میل روزانہ کی اوسط سے چالیس دیہاتوں کے مابین سفر کرتے رہے۔

احمدیت کی خاطر قطع تعلقی

گیمبیا کے ایک عیسائی نوجوان نے احمدیت قبول کی تو ماں نے اس کی شدید مخالفت شروع کردی۔ پہلے تو وہ برداشت کرتا رہا مگر جب اس کی ماں نے قرآن کریم کی توہین شروع کی تو گھر چھوڑ کر نکل گیا اور دوبارہ اس گھر میں نہیں گیا۔

معاند احمدیت عبدالرحیم اشرف آزاد نے احمدیوں کے اندر پیدا ہونے والے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: ”ہزاروں اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے اس نئے مذہب کی خاطر اپنی برادریوں سے علیحدگی اختیار کی۔ دنیاوی نقصانات برداشت کئے اور جان و مال کی قربانیاں پیش کیں...... ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانی عوام ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اخلاص کے ساتھ اسے حقیقت سمجھ کر اس کے لئے مال و جان اور دنیاوی وسائل و علائق کی قربانی پیش کرتی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بعض افراد نے کابل میں سزائے موت کو لبیک کہا۔ بیرون ملک دور دراز علاقوں میں غربت و افلاس کی زندگی اختیار کی“۔

مالی قربانی

حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں لکھا: ”میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا“۔

حضرت مسیح موعودؑ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے متعلق فرماتے ہیں: ”کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں دیکھی...... جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں“۔

حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ امرتسر میں تھے کہ حضورؑ کی طرف سے چندہ لینے والے پہنچ گئے۔ آپؓ کے پاس اس وقت ٹین میں صرف آدھ سیر کے قریب آٹا تھا۔ آپ نے وہی پیش کردیا اور اُس رات آپؓ اور آپکے اہل و عیال بھوکے سوئے۔

ایثار

1947ء میں قیام پاکستان کے وقت لاکھوں مہاجر لٹے پٹے قافلوں میں پاکستان کا رخ کئے ہوئے تھے اور مسلمان عورتوں کی عزت و حرمت کے ساتھ ظلم کی ہولی کھیلی جارہی تھی اس وقت احمدیہ جماعت کا مرکز قادیان جو خود بھی دشمنوں کے نرغہ میں تھا، دور دور کے مسلمان دیہات کی پناہ گاہ بن چکا تھا۔ اس چھوٹی سی بستی نے 75 ہزار بے خانماؤں کو سہارا مہیا کیا اور کسی ایک کو بھی بھوکا نہیں مرنے دیا۔ حضرت مرزا ناصر احمد نے ان ننگے جسموں کو ڈھانپنے کے لئے سب سے پہلے اپنی بیگم صاحبہ کے تمام کپڑے تقسیم کئے اور پھر گھر کے دیگر افراد کے بکس کھولے اور تمام کپڑے غرباء میں بانٹ دیئے۔

سخت سردی کا موسم تھا۔ ضلع امرتسر کے احمدی نور محمد صاحب کے پاس نہ کوٹ تھا، نہ کمبل۔ صرف اوپر نیچے دو قمیصیں پہن رکھی تھیں کہ گاڑی میں ایک معذور بوڑھا ننگے بدن کانپتا ہوا نظر آیا۔ اسی وقت اپنی ایک قمیص اتار کر اسے پہنادی۔ ایک سکھ دوست بھی ساتھ سفر کر رہا تھا وہ یہ دیکھ کر کہنے لگا ”بھائیا جی ہن تھاڈاتے بیڑا پار ہو جائے گا، آپاں دا پتہ نئیں کی بنے؟“ چند دن بعد وہ احمدی ایک گرم کمبل خرید کر اسے اوڑھ کر حسب معمول احمدیہ مسجد مغلپورہ میں نماز فجر کے لئے داخل ہوئے تو دیکھا کہ فتح دین نامی ایک شخص جو کسی وقت بہت امیر تھا، بیماری اور افلاس کا مارا سردی سے کانپ رہا ہے۔ نور محمد صاحب نے اسی وقت وہ نیا کمبل اسے اوڑھا دیا۔

جانوروں پر شفقت

حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت حافظ معین الدین صاحب بینائی سے محروم تھے۔ وہ سرما کی ایک سرد رات میں جب کہ بارش کی وجہ سے قادیان کی کچی گلیوں میں سخت کیچڑ تھا افتاں و خیزاں کہیں جارہے تھے۔ ایک دوست نے پوچھا تو فرمایا بھائی یہاں ایک کتیا نے بچے دئے ہوئے ہیں۔ میرے پاس روٹی پڑی تھی۔ میں نے کہا کہ جھڑی کے دن ہیں اس کو ہی ڈال دوں۔

مشہور مفکر اور شاعر علامہ اقبال نے کہا: ”پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں“۔

علامہ نیاز فتح پوری نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لکھا: ”اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھادی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوہ نبی کا پرتو کہہ سکتے ہیں“۔

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۲۶/جون ۲۰۰۳ء کی زینت مکرم جمیل الرحمٰن صاحب کی ایک طویل نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

مرا حبیب ، مری جاں ، وہ آفتاب مرا
مرا چراغِ شبِ غم ، وہ ماہتاب مرا
مرا پپیہا ، وہ ساغر مرا ، سحاب مرا
لگا کے باغِ محبت یہ کیا کیا اس نے
فضائے جاں ہی کا موسم بدل دیا اس نے
حکیم و عالم و شاعر ، خطیب و شاہ گیا
نظر تھی جس کی اُلوہی وہ خوش نگاہ گیا
دکھا کے شانِ ادا ، حسن بے پناہ گیا
گیا وہ جس کے سبھی رنگ تھے گلستاں میں
نہیں ہے جس کی طرح کوئی اَور خوباں میں

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۸/جون ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم ظہورالدین بابر صاحب کی نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

کانوں میں زندگی کا رَس گھولتا ہوا
باتوں میں اپنی لعل و گہر رولتا ہوا
کیا رنگ تھا عجیب سوال و جواب کا
وہ آگہی کے سینکڑوں دَر کھولتا ہوا
اس کے بغیر چھا گئی ہر سمت تیرگی
”خاموش ہوگیا ہے چمن بولتا ہوا“

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 Friday, January 02, 2004 Issue No. 01

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

تحریک احمدیت کے حال و مستقبل کا موازنہ عرفان و حکمت کی آنکھ سے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ نے ۲۵/مارچ ۱۹۳۵ء کو گورداسپور میں ایک خطاب عام کے دوران پرشوکت انداز میں فرمایا:

”جب مسیح موعود کی جماعت ترقی کرے گی اور اکناف عالم تک اپنی شاخوں کو پھیلا دے گی تو اس وقت خداتعالیٰ خوش ہوکر کہے گا بتاؤ تو کوئی شخص ہے جو اسے ہلاسکتا ہو۔تب وہی آندھیاں جو پہلے اُسے جھکا دیتیں، ہلادیتیں اور خطرات میں مبتلا کر دیتی تھیں، آئیں گی اور یوں گزر جائیں گی کہ پتہ بھی نہیں لگے گا۔ گویا اس کی مثال اس بیل کی سی ہوگی جس کے متعلق لوگوں نے یہ بات بنائی ہوئی ہے کہ اس کے سینگ پر ایک دفعہ کوئی مچھر بیٹھا تو تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد کہنے لگا اگر تم تھک گئے ہو تو مَیں اڑ جاؤں۔بیل نے کہا مجھے تو یہ بھی پتہ نہیں کہ تم بیٹھے کب تھے،اڑنے کے متعلق مَیں کیا کہہ سکتا ہوں۔تو اللہ تعالیٰ احمدیت کو ایک دن ایسا مضبوط کرے گا کہ حوادث زمانہ کا اسے پتہ ہی نہیں لگے گا۔ بے شک وہ ترقی کا زمانہ ہوگا، بے شک وہ دنیوی کامیابی کا زمانہ ہوگا، بے شک وہ آراموں اور سُکھوں کا زمانہ ہوگا مگر اے عزیزو! مَیں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ آج کے دُکھوں سے بڑھ کر وہ برکت والا زمانہ نہیں ہوگا۔اگر آج ایک مومن کو کھڑا کر کے دکھایا جائے کہ ان مصائب کے بدلہ میں جنت میں اس کے لئے کتنے بلند مدارج مقرر کئے گئے ہیں، کتنی عظیم الشان اُخروی ترقیات کا ابدی انعام اسے دیا جانے والا ہے، کتنی عزت و رفعت کا اُسے مالک بنایا جانے والا ہے اور پھر اسے دکھایا جائے کہ دنیا میں احمدیت کس قدر ترقی کرے گی اسے نظر آئے کہ کس طرح حکومتیں احمدی ہیں، بادشاہ احمدی ہیں اور لوگ ہاتھ جوڑ جوڑ کر انہیں سلام کر رہے ہیں، کس طرح احمدیت لوگوں کے قلوب کو فتح کر چکی ہے۔غرض اس زمانہ کے لوگوں کی دنیوی شان دکھا کر اگر وہ اخروی جزا دکھائی جائے جو موجودہ زمانہ کے مصائب کا نتیجہ ہے اور پھر پوچھا جائے تم دنیا میں حکومت کے تخت پر بیٹھو گے یا حضرت مسیح موعودؑ کے لئے ماریں اور گالیاں کھاؤ گے۔**تو یقیناً وہ حقارت کے ساتھ دنیا کی حکومتوں کو ٹھکرا دے گا اور کہے گا کہ اے میرے خدا مجھے ماریں کھانا اور تیری عزت اور جلال کے لئے تکالیف برداشت کرنا دنیوی انعاموں سے بہت زیادہ محبوب ہے“۔**

(’انوار العلوم‘ جلد ۱۳ صفحہ ۵۸۰۔۵۸۱۔ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن۔اشاعت مارچ ۲۰۰۳ء)

آپؓ نے ایک اور موقع پر فرمایا:

”یہ ابتلا تو وہ ہیں کہ آئندہ لوگ ترسیں گے مگر انہیں یہ دیکھنے نصیب نہیں ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ احمدیت کو غلبہ دے گا۔ جب بادشاہت اس جماعت کو مل جائے گی پھر کون ہوگا جو احمدیوں پر انگلی بھی اٹھا سکے۔مگر کیا تم سمجھتے ہو اُس وقت کے لوگ آج کل کے لوگوں سے افضل ہوں گے؟ **اس وقت کا بادشاہ بھی آج کل کے فقیر سے ادنیٰ ہوگا“۔**

(ایضاً صفحہ ۹۲)

مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کے ۲۰ ویں سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

ملبورن مسجد کی تعمیر کے لئے تحریک اور خدام کی طرف سے حیرت انگیز مالی قربانی کے مظاہرے۔

آسٹریلیا بھر سے ۳۲۵ خدام واطفال کی اجتماع میں شرکت

(رپورٹ: ثاقب محمود عاطف۔ ناظم اعلیٰ اجتماع)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ آسٹریلیا کا ۲۰واں سالانہ اجتماع مورخہ ۳/تا ۵/ اکتوبر ۲۰۰۳ء مسجد بیت الھدیٰ سڈنی میں منعقد ہوا۔اس اجتماع میں سڈنی کی مجالس کے علاوہ پرتھ، ایڈیلیڈ، برزبن، میلبورن اور کینبرا کی مجالس کے ۳۲۵ اطفال وخدام نے شرکت کی۔ اس اجتماع کے لئے ایک انتظامیہ کمیٹی بنائی گئی جس کے ۲۲ مختلف شعبہ جات تشکیل دئے گئے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب شعبوں کے ناظمین اور معاونین نے بہت محنت سے اپنے فرائض سرانجام دئے۔

مہمانوں کی آمد ۲/اکتوبر سے شروع ہوگئی اور اسی دن لنگر خانہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے بھی کام شروع کردیا۔خدام کے لئے مسجد بیت الھدیٰ کا بالائی حصہ جبکہ اطفال کے لئے نیچے والا ہال استعمال کیا گیا۔ دونوں ہالز کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا۔

اجتماع کے دوران باقاعدہ نمازوں کے علاوہ تہجد باجماعت کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خصوصی پیغام سے بھی نوازا۔

اجتماع کا باقاعدہ آغاز پرچم کشائی سے ہوا جس موقع پر ’خدام احمدیت‘ والا ترانہ گروپ کی صورت میں پیش کیا گیا۔

افتتاحی اجلاس

۴/اکتوبر ۲۰۰۳ء صبح دس بجے افتتاحی تقریب تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔تلاوت کے بعد خاکسار نے بحیثیت قائمقام صدر مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا، خدام کا عہد دہرایا۔نظم کے بعد خاکسار نے ”فاستبقوا الخیرات“ کے موضوع پر تقریر کی جس میں اس کی تفسیر بیان کی اور اجتماع کے موقع پر ایک دوسرے سے محبت سے پیش آنے اور مقابلہ جات میں فراخدلی اور بردباری کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کی۔ نیز خلافت احمدیہ سے وفا کا مضبوط اور مستحکم تعلق رکھنے کی نصیحت کی۔اسی طرح حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

علمی و ورزشی مقابلہ جات

افتتاحی تقریب کے بعد خدام کے علمی مقابلے شروع ہوئے جبکہ اطفال نے اپنے ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لیا جن میں رسہ کشی، تین ٹانگ کی دوڑ، لمبی چھلانگ وغیرہ شامل تھیں۔خدام کے مقابلہ جات میں تلاوت، حفظ قرآن اور دینی معلومات شامل تھے۔

ظہر وعصر کی نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے بعد خدا کے ورزشی مقابلہ جات شروع ہوئے جن میں رسہ کشی، لانگ جمپ، فٹ بال وغیرہ کے مقابلے ہوئے۔رسہ کشی کے مقابلہ میں کافی جوش وخروش سے حصہ لیا گیا اور حاضرین نے بھی بڑی دلچسپی سے یہ مقابلہ جات دیکھے۔ان مقابلہ جات کے وقت خدام کی حوصلہ افزائی کے لئے مکرم امیر صاحب بھی موجود رہے۔اطفال کے اجتماع میں نماز ظہر وعصر کے کھانے کے وقفہ کے بعد ان کا اجلاس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔تلاوت ونظم کے بعد مہتمم اطفال مکرم سید فواض احمد صاحب نے اطفال سے خطاب کیا۔جس کے بعد تلاوت قرآن کریم، اذان اور تقریر کے مقابلے ہوئے۔نماز مغرب وعشاء اور کھانے کے وقفہ کے بعد شوریٰ کا اجلاس ہوا۔

دوسرے دن بعد از نماز فجر والی بال کے میچ ہوئے۔

مورخہ ۵/اکتوبر صبح دس بجے دوسرے اجلاس کا آغاز ہوا۔تلاوت ونظم کے بعد تقریری مقابلہ جات ہوئے جس کے بعد مکرم مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب نے خدام سے خطاب کیا۔آپ کے خطاب کا عنوان تھا ”ذکر الٰہی“ جبکہ دوسری طرف اطفال الاحمدیہ کے اجتماع گاہ میں مکرم مولانا مسعود احمد شاہد صاحب نے اطفال سے خطاب کیا۔اس کے بعد اطفال کے علمی مقابلہ جات ہوئے جن میں پیغام رسانی، حفظ قرآن کریم اور نظم وغیرہ کے مقابلے ہوئے اس کے بعد اطفال نے خدام کے اجتماع گاہ میں آکر مکرم مولانا قمر داؤد صاحب کی تقریر سنی۔

اختتامی تقریب

۵/اکتوبر ۲۰۰۳ء کو بعد نماز ظہر وعصر اجتماع کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ یہ تقریب موسلا دھار بارش کی وجہ سے کچھ تاخیر سے شروع ہوئی۔ اس تقریب کی صدارت مکرم مولانا محمود احمد صاحب شاہد امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے فرمائی۔تلاوت، عہد، نظم، اجتماع کی رپورٹ اور تقسیم انعامات کے بعد مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے کامیاب اجتماع کے انعقاد پر مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کو مبارکباد دی۔اس کے بعد آپ نے مساجد کی تعمیر کے بارہ میں حدیث نبوی اور حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی تحریرات سے روشنی ڈالی۔آپ نے فرمایا کہ ہم میلبورن میں مسجد تعمیر کرنے والے ہیں اور مَیں نے سوچا کہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے موقع پر اس کی تحریک کروں۔لہذا خدام اس بابرکت تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کے لطف واحسان کے صدقے خدام الاحمدیہ نے واقعتاً نہایت جوش وخروش سے اس مالی تحریک میں حصہ لیا اور اس تقریب میں مالی قربانی کے ایسے مظاہرے دیکھنے میں آئے کہ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر گیا۔ خدام نے محض خداتعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے بڑھ کر وعدہ جات لکھوائے۔اس دوڑ میں اطفال بھی پیچھے نہیں رہے اور ’فاستبقوا الخیرات‘ کے دلربا نظارے دیکھنے میں ملے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دن تین لاکھ ۲۶ ہزار ۴۲۰ ڈالر کے وعدہ جات لکھوائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب خدام واطفال کے اموال میں برکت ڈالے۔اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور ان وعدہ جات کو جلد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اجتماعی دعا کے بعد یہ بیسواں سالانہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام کو پہنچا۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔